کیرالا ریڈر

اردو

بارہویں جماعت

Kerala Reader

URDU

Standard

XII

GOVERNMENT OF KERALA
DEPARTMENT OF EDUCATION

Prepared by
State Council of Educational Research and Training (SCERT)Kerala
2015

قومی ترانہ

جن گن من ادھی نایک جیہ ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب سندھ گجرات مراٹھا
دراوڑ اتکل بنگا
وندھیہ ہماچل یمنا گنگا
اچھل جل دھی ترنگا
توا شبھ نامے جاگے
توا شبھ آشش ماگے
گاہے توا جیا گاتھا
جن گن منگل دایک جئے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جیہ ہے جیہ ہے جیہ ہے
جیہ جیہ جیہ جیہ ہے!

عہد نامہ

ہندوستان میرا وطن ہے۔ تمام ہندوستانی میرے بھائی اور بہن ہیں۔ میں اپنے ملک سے محبت کرتا ہوں اور مجھے اس کے متنوع اور بیش بہا ورثے پر فخر ہے۔ میں ہمیشہ اس کے شایانِ شان بننے کی کوشش کروں گا۔ میں اپنے والدین، اساتذہ اور بزرگوں کا ادب کروں گا اور ہر ایک کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آؤں گا۔ میں اپنے ملک اور لوگوں سے عقیدت کا عہد کرتا ہوں، ان کی بھلائی اور خوش حالی میں میری خوشی مضمر ہے۔

Prepared by:
State Council of Educational Research & Training (SCERT)
Poojappura, Thiruvananthapuram-12, Kerala
E-mail: scertkerala@gmail.com
©
Government of Kerala
Department of Education

پیارے دوستو !

بارہویں جماعت کی درسی کتاب کیرالا ریڈر اردو آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کو یہ بتاتے ہوئے بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ اس کتاب میں آپ کی دلچسپی کی بہت ساری چیزیں موجود ہیں۔ مشہور شعراء کی خوبصورت نظمیں، دلکش غزلیں، رباعیات، سفر نامہ، انشائیہ، آپ بیتی، فلمی تبصرہ، منظر نامہ وغیرہ شامل کیے گئے ہیں۔

یہ کتاب نہ صرف کیرالا بلکہ دیگر ریاستوں کے تجربہ کار اساتذہ اور ماہرین تعلیم کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب زبان کی صلاحیتوں کی نشوونما کے ساتھ ساتھ آپ کی شخصیت کو سنوارنے میں بھی مددگار ثابت ہوگی۔

ڈائریکٹر
ایس ۔سی ۔ای ۔آر ۔ٹی
کیرالا

Text Book Development Committee
Urdu - Standard XII

Members

Beerankutty .NHSST Urdu GVHSS Pullanur, Malappuram
Latheef. MHSST Urdu Seethi Sahib HSS, Taliparamba, Kannur
Ranjith P.K HSST Urdu GHSS Koduvally, Kozhikode
Shajimon.P HSST Urdu BHSS Mavandiyur, Valanchery. Malappuram
Abdul Shukkoor.KHSST Urdu St. Joseph's HSS, Thalassery, Kannur
Anwar.V.P.HSST Urdu MIMHSS Perode, Kozhikode
Hamza.P HSST Urdu DUHSS Thootha, Malappuram
Ishak. K. HSST Urdu TIMHSS , Nadapuram
Juvairiya GouharHSST Urdu DISGHSS, Kannur.
Sapna.KHSST Urdu Govt. City HSS, Kannur
Haris. K.PHSST Urdu MSMHSS Kallingapparamba.

Experts

Dr. Abdul Gaffar P,(Rtd.)HOD Urdu, Govt.College Malappuram
Shaik Ghouse Mohiaddeen(Retd) HOD Urdu Govt Brennen College
N. Moideen Kutty, (Rtd.)Research Officer, SCERT, Thiruvananthapuram.
Dr. Syed Khaleel Ahamed Prof. & HOD KUVEMPU University, Sahyadri, Shimoga
Dr. Apseer PashaHOD Urdu NAM College Kallikandy, Kannur,Kerala

Artists

Devarajan P,Drawing Teacher, GHSS Neeleswaram, Kozhikkode.
Madhavan VP,Drawing Teacher, GTTI (Men) Kozhikkode.

Academic Co-ordinator

Dr. Faisal Mavulladathil
Research Officer, SCERT, Thiruvananthapuram.

State Council of Educational Research and Training (SCERT)
Vidyabhavan, Poojappura, Thiruvananthapuram - 695 012

فہرست

یونٹ ۱ ستاروں سے آگے

۱) ستاروں سے آگے	غزل	محمد اقبالؔ	09
۲) ہیلن کیلّر	آپ بیتی	ہیلن کیلّر	12
۳) رباعی	نظم	میر انیسؔ	20

یونٹ ۲ افسانہ حقیقت میں بدل جاتا ہے

۴) مغلِ اعظم فلمستان کا اسمِ اعظم	مضمون	مرتبہ	25
۵) غزل	نظم	شہریارؔ	34
۶) مرزا غالبؔ	منظرنامہ	مرتبہ	39

یونٹ ۳ خوابوں کی تعبیر

۷) مسافر ہوں یارو	سفر نامہ	رضا علی عابدی	57
۸) وہ تو کوئی اور ہے	نظم	زہرہ مسحور	68
۹) حاضر ہوتے ہیں وقفے کے بعد	بیانیہ	مرتبہ	72

یونٹ ۴ پاؤں کے نیچے جنت ہے

۱۰) آہ! امّاں	نظم	سیّد محمد سرورؔ	85
۱۱) بوڑھی کاکی	افسانہ	پریم چند	90
۱۲) رباعی	نظم	تلوک چند محرومؔ	107

یونٹ ۱

ستاروں سے آگے

اس یونٹ میں علاّمہ محمد اقبالؔ کی مشہور غزل 'ستاروں سے آگے'، ہیلن کیلّر کی آپ بیتی اور میر انیسؔ کی رباعی شامل ہیں۔ امید ہے کہ اس یونٹ کی سرگرمیوں سے گزرنے کے بعد طلباء میں زبانی صلاحیت کے ساتھ ساتھ خود اعتمادی کا جذبہ بھی ابھرے گا جو زندگی کو آگے بڑھانے اور ترقی کی راہ پر لانے میں مفید اور کارآمد ثابت ہوگا۔

تعلیمی نتائج

- ☆ پسندیدہ اشعار کا مفہوم تیار کر کے پیش کرتا ہے۔
- ☆ پسندیدہ شخصیت پر خاکہ تیار کر کے پیش کرتا ہے۔
- ☆ پسندیدہ موضوع پر نوٹ تیار کر کے پیش کرتا ہے۔
- ☆ موضوع کے اعتبار سے پسندیدہ اشعار جمع کر کے پیش کرتا ہے۔
- ☆ آپ بیتیاں پڑھ کر مطلب سمجھتا ہے اور مختصر نوٹ لکھتا ہے۔
- ☆ موقع و محل کے مطابق اپنا تعارف آپ کرتا ہے۔
- ☆ اہم شخصیتوں پر معلومات فراہم کرتا ہے اور نوٹ تیار کرتا ہے۔
- ☆ زندگی کے کسی ایک تجربہ کو مؤثر انداز کے ساتھ بیان کرتا ہے۔
- ☆ رباعی پڑھ کر مفہوم سمجھتا ہے اور نوٹ تیار کر کے پیش کرتا ہے۔

سبق ۱

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اقبالؔ

اوپر کے شعر کے مفہوم پر بحث کیجئے اور اپنا نظریہ پیش کیجئے۔

غزل

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بو پر
چمن اور بھی، آشیاں اور بھی ہیں

اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم
مقاماتِ آہ وفغان اور بھی ہیں
تو شاہین ہے پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں
اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں
گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب مرے رازداں اور بھی ہیں

اقبالؔ

فرہنگ

قناعت : جو مل جائے اس پر راضی ہونا، Contentment

نشیمن : گھونسلا، Nest

فغاں : فریاد، آہ و زاری

علّامہ محمد اقبالؔ (۱۸۷۷ـ۱۹۳۸)

اردو کے مشہور شاعر اقبالؔ نے بہت ساری نظمیں اور غزلیں لکھی ہیں۔ ان کی شاعری میں فلسفیانہ خیالات اور فکر کی گہرائی ہے۔ ان کے کلام میں وطن پرستی اور قومی شعور پیدا کرنے والی نظمیں بہت زیادہ ہیں۔ ان میں 'ترانۂ ہندی' بہت مشہور ہے۔ بانگِ درا 'بالِ جبرئیل' ضربِ کلیم اور ارمغانِ حجاز ان کے مشہورشعری مجموعے ہیں۔وہ ۱۸۷۷ء میں سیال کوٹ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۸ء میں ان کی وفات ہوئی۔

سرگرمیاں

۱ ـــ تو شاہین ہے پرواز ہے کام تیرا

ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

اس شعر کے ذریعہ شاعر کیا پیغام دینا چاہتاہے۔

اپنے الفاظ میں بیان کیجیے؟

۲ اقبالؔ کی بہت سی نظمیں آپ نے پڑھی ہونگی۔ ان میں سے چند اشعار لکھیے جن سے آپ زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔

۳ علّامہ اقبالؔ کو شاعرِمشرق کہا جاتاہے ۔ ان کی شاعری کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔ ایک مختصر نوٹ لکھیے۔

سبق ۲

ہیلن کیلّر

'' ایک دروازہ بند ہو تو دوسرا دروازہ خود بخود کھل جائے گا۔ ہم ہمیشہ بند دروازے کی طرف ہی دیکھتے رہتے ہیں۔ اسی لئے ہمارے سامنے کھلے ہوئے کئی دروازوں کو ہم دیکھ نہیں پاتے'' ہیلن کیلّر

ہیلن کیلّر کے اس قول پر بحث کیجیے اور اپنا نظریہ پیش کیجیے۔

میری عمر جب کہ صرف دو سال کی تھی کہ میں ایک خوف ناک بیماری میں مبتلا ہوگئی۔ بڑی کوشش کے بعد بھی اس کا علاج نہیں ہو پایا۔ میں اندھی، گونگی اور بہری ہوگئی۔ دنیا کے رنگین نظارے دیکھنا میرے لئے صرف ایک تصوّر بن گیا۔

۲۷/جون ۱۸۸۰ء کو امریکہ کے صوبۂ الباما(Albama) کے ایک چھوٹے سے شہر میں میری پیدائش ہوئی۔ باپ ایک سپاہی تھے۔

میں اپنی ماں کی گود میں بیٹھ کر ان کے لبوں کی حرکت سے ان کی زبان سمجھنے کی کوشش کرتی رہی اور اشاروں کے ذریعہ اس کا جواب بھی دینے لگی۔ اظہارِ خیال کی میری خواہش سمجھ کر ماں باپ کے دل میں مجھے تعلیم دلانے کا بے حد شوق ہوا۔ اور بینائی واپس دلانے کے لئے وہ ایک ماہرِ طبیب سے میرا علاج کروایا۔ لیکن فائدہ نہیں ہوا۔

اپنے بچپن کا کوئی ایک تجربہ بتائیے؟

قوتِ گویائی کی تربیت کے لیے ایک ماہر طبیب ڈاکٹر گراہم بیل (Dr. Graham Bell) کے پاس مجھے لے گیے۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ڈاکٹر گراہم بیل(Dr. Graham Bell) نے مجھے ایک معلّمہ کے سپرد کر دیا۔ وہ ایک غریب خاندان کی نوجوان مہذّب عورت آن سلّیون(Anne Sullivan) تھیں۔

سلّیون نے مجھے بہت پیار دیا۔ اس کے آنے سے میری زندگی ہی بدل گئی اور میرے خوابوں کے پھول کھلنے لگے۔ میری زندگی سنوار نے میں ان کا بہت اہم رول رہاہے۔

انھوں نے روزانہ مجھے نئ نئ چیزوں کے نام کا تعارف کرایا اور مجھ میں بہت سے تجربات پیدا کرائیں۔ مجھے سمندر کے کنارے اور باغوں میں لے گئیں۔ فطری مناظر سے لطف اندوزی کا موقع عطا کیا۔ اُنگلیوں کے اشاروں کے ذریعہ انگریزی حروف کا بھی تعارف کروایا۔ برائیلی (Brailee) رسم الخط میں بھی مجھے مہارت پیدا کرائیں۔

چھوٹی عمر میں ہی ہارورڈ(Harward) یونیورسٹی کی آنرس کی ڈگری حاصل کی۔ پھر میرے لیے زندگی ایک تفریح بن گئی۔ ۱۸۸۸ء کے بعد میری زندگی کا ایک اہم دور شروع ہوا۔ اسی سال بوسٹن (Bosten) کے اندھوں کے اسکول میں میرا داخلہ ہوا اور میں اس اسکول کی ایک طالبہ بن گئی۔ مجھے اپنے ہی جیسے بہت سے ساتھیوں کے ساتھ رہنے سہنے اور پڑھنے کا موقع ملا۔ اپنے دکھ بھول جانے کا احساس ہوا۔

اس وقت موسیقی کے آلات، گویوں کے گلے اور لب پر چھونے سے گیت اور موسیقی کے آلات میں بھی مجھے تربیت ملی۔ لب کے حرکات و سکنات سے اظہارِ خیال کرنے میں بھی مجھ میں ذراسی قابلیت پیدا ہوگئی۔ ۱۸۹۱ء میں میں نے ایک چھوٹی کہانی(The Frost king) برائیلی رسم الخط میں لکھی۔

۱۸۹۳ء میں واشنگٹن گئی۔ وہاں پر منعقد ایک عالمی میلے میں حصّہ لیا۔ ۱۸۹۶ء میں کیمبرج اسکول میں میرا داخلہ ہوگیا۔ یہ میرے بچپن کی خواہش تھی۔ اس کے بعد کتابیں میری دوست بن گئیں۔

اندھوں کے لیے میری خدمات بہت اہم مانی گئیں، میری اپنی خدمات اور ادبی کارناموں کے لیے امریکہ اور یوگوسلاویہ کی سرکاروں نے مجھے بہت سے انعامات سے نوازا۔ دکھ اور درد سہنے والے اپاہج لوگوں کی طرف سرکار کی توجہ دلانے کے لیے میں نے مختلف ممالک کا دورہ کیا۔ ۱۹۶۰ء میں ہندوستان کا بھی دورہ کیا۔ وزیرِ اعظم جواہرلال نہرو سے ملاقات کی اور گزارش کی کہ ہندوستانی سرکار کو بھی اندھے، بہرے گونگے جیسے کمزوروں اور بچّوں کے لیے کچھ ترقیاتی پروگراموں اور تعاون کا انتظام کریں۔ میری درخواست ہندوستانی سرکار نے قبول کرلی۔

فرہنگ

مبتلا ہونا	:	To involve
گونگی	:	Dumb
بہری	:	Deaf
بینائی	:	Sight
مہذب	:	Cultured
لطف اندوزی	:	Enjoyment
رسم الخط	:	Script
منعقد کرنا	:	To Conduct
اپاہج	:	Handicapped
معاونت	:	Co-operation
قوتِ گویائی	:	بولنے کی قابلیت

ہیلن کیلّر

ہیلن کیلّر (۱۸۸۰۔۱۹۶۸) ایک ایسی خاتون گزری ہیں جنھوں نے اپنی نابینائی کے اندھیرے میں بھی دنیا کو روشنی دیتی رہیں۔ اندھی، بہری اور گونگی ہونے کے باوجود اپنی کوشش اور محنت سے لکھنا، پڑھنا اور بولنا سیکھ چکی تھیں۔

ان کی زندگی بالخصوص اندھے بہرے اور گونگے افراد کے لیے ایک مشعلۂ راہ بنی۔ یہ مضمون ہیلن کیلّر کی آپ بیتی "The Story of my Life" سے ماخوذ ہے۔ یہ کتاب دنیا کی اہم زبانوں میں ترجمہ کی گئی ہے۔

سرگرمیاں

۱ ہیلن کیلّر نے اپنی زندگی کے چند اہم تجربات بیان کیے ہیں۔ آپ کی زندگی میں بھی کئی تجربات ہوئے ہوں نگے۔کوئی ایک اہم تجربہ بیان کیجیے۔

۲ اگر آپ کو کسی پروگرام میں شریک ہوکر اپنا تعارف آپ کرانے کا موقع مل جائے تو کیسے تعارف کرائیں گے؟

۳ ہیلن کیلّر نے اپنی زندگی کمزور لوگوں کی خدمات کے لیے صرف کردی تھی۔ ایسے کسی دوسری شخصیت کے بارے میں معلومات فراہم کرکے نوٹ تیار کیجئے۔

۴ ہیلن کیلّر کی زندگی کو سنوارنے میں اس کی استانی کا بڑا ہاتھ رہا ہے۔ اسی طرح آپ کو بھی کئی اشخاص سے مدد ملی ہوگی۔ ایسی ایک شخصیت پر مختصر نوٹ لکھیے۔

فعل، فاعل اور مفعول

بچّو ! ذیل کے جملوں پر غور کیجیے۔

- آن سلّیون نے ہیلن کیلّر کو پیار دیا۔
- ماں باپ کو مجھے تعلیم دلانے کا بے حد شوق ہوا۔
- ڈاکٹر گرہام بیل نے ہیلن کیلّر کو ایک معلّمہ کے سپرد کردیا۔

☆ ان جملوں میں پیار دیا، شوق ہوا، سپرد کردیا وغیرہ میں کسی کام کے ہونے یا کرنے کا مفہوم پایا جاتاہے۔فعل وہ لفظ ہے، جو کسی کام کا 'ہونا یا کرنا' کا مفہوم دینے والا ہو۔

☆ ان جملوں میں پیار دینے والا آن سلّیون اور معلّمہ کو سپرد کرنے والا ڈاکٹر گرہام بیل وغیرہ فاعل کی حالت میں مستعمل ہیں۔ فاعل وہ ہے جو کام کرنے والا ہو۔

☆ اوپر کے جملوں میں پیار ملنے والی ہیلن کلّیر اور سپرد کی گئی معلّمہ دونوں پر اصل میں فاعل کے فعل کا اثر پڑا ہے۔ جن کو مفعول کہتے ہیں۔ غرض فعل سے کام، فاعل سے کام کرنے والا اور مفعول سے کام کا اثر پڑنے والا مراد ہو۔

سبق ۳

رباعی

مٹّی سے بنا ہے، دل کو تو سنگ نہ کر
ہر بات پہ معترض نہ ہو، جنگ نہ کر
منظور اگر ہے جا دلوں میں اے دوست
بہتر ہے کہ دشمن کو بھی دل تنگ نہ کر

انیسؔ

میر ببّر علی انیسؔ

میر ببّر علی نام اور انیسؔ تخلّص تھا۔ فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ انیسؔ ایک قادرالکلام شاعر اور ماہرِ فن کار تھے۔ انھوں نے بہت سی رباعیات اور مرثیے لکھے ہیں۔ 'رباعیاتِ انیسؔ' ان کی رباعیوں کا مجموعہ ہے۔

فرہنگ

مٹی	:	خاک
سنگ	:	پتھر
معترض ہونا	:	Disagree
دل تنگ کرنا	:	دل کو تکلیف پہنچانا

سرگرمیاں

۱ اس رباعی کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

۲ اس رباعی کے ذریعہ شاعر کیا پیغام دینا چاہتا ہے۔ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

۳ انسان دوستی کے موضوع پر لکھے گئے دوسری رباعیاں جمع کیجیے۔

یونٹ ۲

افسانہ حقیقت میں بدل جاتا ہے

اس یونٹ میں فلم مغل اعظم کا تبصرہ، شہریار کی غزل اور ٹیلی سیریل 'مرزا غالبؔ' کے اسکرین پلے کو شامل کیا گیا ہے۔ اس یونٹ سے طلباء میں ادبی، جمالیاتی اور فنی شعور پیدا کرنے کے علاوہ اردو کے میدان میں موجود روزگار کے موقعوں کی طرف بھی اشارے ملتے ہیں۔ امید ہے کہ یہ یونٹ طلباء کے لیے زیادہ مؤثر اور فائدہ مند ثابت ہوگا۔

تعلیمی نتائج

- ☆ فلم دیکھ کر کردار کی اہمیت پہچانتا ہے اور مختصر نوٹ تیار کر کے پیش کرتا ہے۔
- ☆ پسندیدہ فلم کا تبصرہ تیار کر کے پیش کرتا ہے۔
- ☆ فلم سے پسندیدہ مکالمے چن کر فطری طور پر اپنے انداز میں پیش کرتا ہے۔
- ☆ کسی ایک موضوع پر تقریر کر کے پیش کرتا ہے۔
- ☆ اسکرین پلے پڑھ کر مفہوم سمجھتا ہے اور کرداروں پر نوٹ لکھتا ہے۔
- ☆ غالبؔ کی غزلوں کی خصوصیات پر نوٹ تیار کرتا ہے۔
- ☆ موقع و محل کے مطابق گفتگو تیار کر کے پیش کرتا ہے۔
- ☆ اسکرین پلے تیار کرتا ہے۔
- ☆ دی گئی عبارت سے زمانۂ حال کے جملے چن لیتا ہے۔

فلم 'مغلِ اعظم' دیکھیے اور دیکھتے وقت ان نکات پر غور کیجیے۔

- اداکاری
- مکالمے
- کہانی کی روانی
- مناظر کی رنگا رنگی
- سنگیت

سبق ۴

مغلِ اعظم۔ فلمستان کا اسمِ اعظم

تیری محفل میں قسمت آزما کر ہم بھی دیکھیں گے
اجی ہاں ہم بھی دیکھیں گے
گھڑی بھر تو تیرے نزدیک آکر ہم بھی دیکھیں گے
اجی ہاں ہم بھی دیکھیں گے

فلم 'مغل اعظم' میں یہ گیت شامل کرتے وقت ہدایت کار' کے۔ آصف نے کیا یہ سوچا ہوگا کہ ہندوستانی فلمی دنیا کو یہ فلم دے کر وہ اپنی قسمت آزما رہے ہیں؟ وہ چاہیں یا نہ چاہیں اس فلم کا نام ہندوستانی فلم کی تاریخ میں سنہرے حرفوں میں لکھا جا چکا ہے۔

ہندوستانی فلم کے صد سالہ جشن کے موقع پر مشہور برٹیش رسالہ ایسٹین ائی (Eastern Eye) کے پول (Poll) کے سدا بہار ہندوستانی فلموں کی

فہرست تیار کی گئی، اس میں اوّل نمبر ہونے کا شرف فلم مغلِ اعظم کو حاصل ہوا۔ ہدایت کاری، کہانی کا پلاٹ، منظر نگاری، مکالمہ نویسی، موسیقی، رقص، کاسٹیوم، فوٹو گرافی، اداکاری، صدا بندی اور فلم کے تمام تکنیکی و تخلیقی پہلوؤں کے پیش نظر اسے کس شعبے میں پہلا مقام نہ دیا جائے؟

'مغل اعظم' کی کہانی کی بنیاد تو امتیاز علی تاج کے مشہور ڈرامے 'انارکلی' پر ہی رکھی گئی ہے۔ لیکن کے۔آصف نے اپنی طرف سے بھی کچھ شامل کیا ہے۔ شہنشاہ اکبر کے بیٹے شہزادہ سلیم اور محل کی ایک کنیز نادرہ

(انارکلی) کے بیچ محبت ہوجاتی ہے۔محل میں بہار نام کی ایک دوسری کنیز بھی رہتی ہے۔ وہ سلیم کو اپنا کر ہندوستان کی ملکہ بننا چاہتی ہے ۔اس لئے وہ اپنے راستے کی رکاوٹ بنی انارکلی کو ہٹانا چاہتی ہے۔ وہ شہنشاہ اکبر کو سلیم اور انارکلی کی محبت کی اطلاع دیتی ہے۔ اکبر کو بہت غصّہ آتا ہے اور انارکلی کو قید خانہ میں بند کروا دیتا ہے۔ سلیم انارکلی کو چھڑانے کی نا کام کوشش کرتا ہے۔ ایک شرط کی بنا پر انارکلی کو اکبر کچھ دن کے بعد رہا کر دیتا ہے۔ لیکن جشنِ نوروز کے موقع پر رقص کرتے ہوئے انارکلی شہزادہ سلیم کی طرف بار بار اشارے کرتی رہتی ہے۔ اکبر انارکلی کو زندان میں قید کرنے کا

حکم دیتا ہے۔ سلیم بغاوت کا اعلان کرتا ہے۔ اکبر اور سلیم کی فوجوں میں جنگ ہوتی ہے اور سلیم کو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔اس کو بغاوت کے جرم میں سزائے موت کا حکم سنایا جاتا ہے۔ مگر آخری پل اکبر کا فوجدار راجا مان سنگھ انارکلی کو جو سلیم کے دوست کی حفاظت میں تھی آتی ہوئی دیکھ کر توپ کا منہ موڑ دیتا ہے۔ بعد میں اکبر انارکلی کو زندہ چنوا دینے کا حکم دیتا ہے۔آخر کار وعدے کے مطابق انارکلی اور اس کی ماں کو کسی سرنگ کے ذریعے بچنے کا موقعہ فراہم کرتا ہے۔

'مغل اعظم' کے مکالموں کو ہندوستانی سنیما میں مکالمہ نگاری کا سنگ میل کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ مکالمے لکھنے کے لیے آصف نے ایک بورڈ تشکیل دیا۔ پوری طرح چست اور درست انداز میں اردو کے شوکتِ الفاظ کو بروئے کار لاکر لکھے

گئے ان مکالموں نے پورے ملک میں اردو زبان کے حسن و دلکشی کے ڈنکے بجا دیے۔ یہ مکالمے صرف اپنے لفظی یا صوتی حسن کی وجہ سے ہی غیر معمولی نہیں ہیں بلکہ جذبات کی تاثیر کی ادائیگی کے لیے بھی یہ مکالمے کس جگہ کس لفظ کا استعمال ہونا چاہیے اس کی بہترین مثال پیش کرتے

ہیں۔ ایک موقع ایسا آتا ہے جب کہ شاہی محل میں سلیم کے سامنے بہار اور انارکلی کی قوالی پیش کی جاتی ہے۔ شہزادہ سلیم خوش ہوتا ہے اور بہار کو پھول اور انارکلی کو کانٹا دیتا ہے۔ کانٹا ملنے پر انارکلی کہتی ہے کہ ''کانٹوں کو مرجھانے کا خوف نہیں ہوتا''۔ یہ مکالمہ بھی کبھی نہیں بھلایا جا سکتا جو سنگ تراش شاہی کنیز بہار کا چیلنج قبول کرتے ہوئے کہتا ہے ''تو پھر میں ایک ایسا مجسمہ تشکیل دوں گا جس کے سامنے انسان اپنا دل، سپاہی اپنی تلوار اور شہنشاہ اپنا تاج قدموں میں رکھ دے گا''۔

ہدایت کاری کا ذکر آئے گا تو کہا جا سکتا ہے کہ آصف نے کس طرح اکبر بادشاہ کے دربارِ عام میں انارکلی اور سلیم کے رومان اور ایک آزاد خیال سنگ تراش کی حق گوئی کو نمایاں کرنے والے مناظر کی فلم بندی کی۔

موسیقی کے لحاظ سے 'مغل اعظم' ہندوستانی سِنیما کے سو برس کی بہتریں فلموں میں شُمار کی

جاتی ہے۔ فلم کا خاص نغمہ ''پیار کیا تو ڈرنا کیا'' کے بارے میں طرح طرح کے افسانے مشہور ہیں۔ آسکر ایوارڈ اور گرامی ایوارڈ تک پہنچنے والے ہندوستان کے پہلے فلمی موسیقار اے۔آر۔ رحمان کی تو تمنّا یہ رہی ہے کہ کاش وہ اپنی زندگی میں اس جیسا کوئی نغمہ ترتیب دے سکتے۔

فلم 'مغل اعظم' میں پرتھوی راج کپور' دلیپ کمار اور مدھو بالہ نے شاندار طریقے سے اکبر' سلیم اور انارکلی کے کردار کو نبھائے۔ اس طرح درگا کھوٹے' رضا مراد' اجیت' نگار سلطانہ وغیرہ نے فلم کے ضمنی کردار کے طور پر اپنی اپنی ذمہ داریاں بہت خوب نبھائی ہیں۔ جس سے محسوس ہوتا ہے کہ ان کے حقیقی یا تصوراتی کردار بھی ایسے ہی رہے ہوں گے۔

اردو زبان کے لیے ہندوستانی سینما کے تعلق سے یہ فخر کی بات ہے کہ ملک کی پہلی بولتی فلم ''عالم آرا'' اسی زبان میں بنائی گئی اور سب سے پہلی کامیاب فلم 'مغل اعظم' بھی اسی کے حصّے میں آئی۔

زمانہء حال

ذیل کے جملوں پر غور کیجیے۔

- انارکلی شہزادہ سلیم کو بہت چاہتی ہے۔
- انارکلی کو قید خانے میں بند کر دیا جاتا ہے۔
- انارکلی شہزادہ سلیم کی طرف بار بار اشارے کرتی رہتی ہے۔
- ان جملوں میں چاہتی ہے، بند کر دیا جاتا ہے۔ اشارے کرتی رہتی ہے وغیرہ چند ایسے افعال ہیں۔ جن میں موجودہ زمانے میں کام کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

زمانہء حال وہ ہے جس میں موجودہ زمانے میں کام کے ہونے یا کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔
فاعل کے اعتبار سے فعل کے ساتھ چند حروف بڑھا کر افعال کو زمانہء حال میں استعمال کر سکتے ہیں۔
جیسے: تا ہے، تی ہے، تے ہیں، تی ہیں،
تے ہو، تی ہو، تا ہوں، تی ہوں۔

سرگرمیاں

۱ فلم 'مغل اعظم' کا کونسا گیت آپ کو زیادہ پسند آیا؟ کیوں؟ پسندیدگی کے اسباب واضح کیجئے۔

۲ اس فلم سے دل کو چھونے والے چند مکالمے چن کر لکھیے۔

۳ فلم مغل اعظم میں آپ کا پسندیدہ کردار کون ہے۔ اس کے بارے میں اظہارِ خیال کیجیے۔

۴ فرض کیجیے کہ آپ کے اسکول کے فلم فیسٹول میں مغلِ اعظم کو نمائش کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ فلم کی نمائش سے پہلے اس فلم کا تعارف کرانے کا موقع آپ کو ملے تو آپ اس کے بارے کیا کیا بتائیں گے؟

۵ ہندوستانی فلموں میں اردو کا گہرا اثر ہے۔اس پر آپ کی رائے کیا ہے؟

۶ کسی ایک پسندیدہ اردوفلم کا تبصرہ تیار کیجیے۔

۷ یکم جون کو سارے اسکول کھل جاتے ہیں۔ بچّے خوشی سے اسکول آتے ہیں۔ سب بچّے صبح سویرے ہی اسکول آتے ہیں۔اوپردی گئی عبارت سے ایسے جملے چن کر لکھیے جن میں زمانہ حال پایا جاتا ہے۔

فرہنگ

نزدیک	:	قریب
ہدایت کار	:	ڈائرکٹر
صد سالہ جشن	:	سو سال ہونے کا جشن
شرف	:	عزّت
صدا بندی	:	Sound mixing
زندان	:	قید خانہ
زندہ چنوا دینا	:	زندہ دفن کرنا
سنگ تراش	:	پتھر تراش کر کے مورتی بنانے والا
مجسمہ	:	Statue

سبق ۵

غزل

جستجو جس کی تھی اس کو تو نہ پایا ہم نے
اس بہانے سے مگر دیکھ لی دنیا ہم نے

سب کا احوال وہی ہے جو ہمارا ہے آج
یہ الگ بات کہ شکوہ کیا تنہا ہم نے

خود پشیمان ہوئے ' نہ اسے شرمندہ کیا
عشق کی وضع کو کیا خوب نبھایا ہم نے

عمر بھر سچ ہی کہا' سچ کے سوا کچھ نہ کہا
اجر کیا اس کا ملے گا' یہ نہ سوچا ہم نے

کون سا قہر یہ آنکھوں پہ ہوا ہے نازل
ایک مدت سے کوئی خواب نہ دیکھا ہم نے

شہریار

شہریار (۱۹۳۶ء-۲۰۱۲)

شہریار کا اصل نام اخلاق محمد خاں ہے۔ ان کی پیدائش ۱۶ جون ۱۹۳۶ء کو ضلع آنولہ (بریلی ۔یوپی) میں ہوئی۔ لکھنے پڑھنے کا شوق بچپن سے ہی تھا۔ چنانچہ اردو زبان میں ایم۔اے اور پی۔ایچ۔ڈی کرنے کے بعد شعبۂ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں لکچرر کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوا۔ان کو کئی اعزازات سے نوازا جا چکا ہے۔ ''ساتواں در'' ان کا شعری مجموعہ ہے۔ اس کے علاوہ ان کے دوسرے کئی شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ شہریار نے بہت سے فلمی گیت بھی لکھے جن کو عوام میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ ۲۰۰۸ء ان کو گیان پیٹھ ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔

فرہنگ

جستجو	:	تلاش
بہانا	:	Excuse, Pretence
احوال	:	حال کی جمع

یشیمان ہونا	:	شرمندہ ہونا
وضع	:	طرز
نبھانا	:	To maintain
قہر	:	مصیبت

سرگرمیاں

۱ ذیل کے اشعار کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

۱۔ خود پشیماں ہوئے ' نہ اسے شرمندہ کیا
عشق کی وضع کو کیا خوب نبھایا ہم نے

۲۔ عمر بھر سچ ہی کہا' سچ کے سوا کچھ نہ کہا
اجر کیا اس کا ملے گا' یہ نہ سوچا ہم نے

۲ گیان پیٹھ ایوارڈ یافتہ کوئی دو اردو شعراء کے نام لکھیے؟

۴ اس غزل کے مفہوم پر بحث کیجیے۔

مرزا غالبؔ

چند شعراء ایسے ہوتے ہیں جن کی زندگی اور تخلیقات پر ہر زمانے میں چرچا ہوتا رہا ہے۔جن میں غالبؔ کا نام سرِفہرست ہے۔ایک زمانے سے ان کی شاعری برصغیر کے لوگوں کے جذبات' ان کی زبان اور ان کا اسلوب بن گئی ہے۔ایک سو پچاس سال گزر جانے کے باوجود زبان اور ملک کی سرحدوں کو توڑتے ہوئے ساری دنیا ان کی شاعری کا لطف اٹھا رہی ہے۔یورپ'امریکہ'افریقہ'آسٹریلیااور وسطِ ایشیائی ممالک میں ان کے چاہنے والے کہتے ہیں۔

ہیں اور بھی دنیا میں سخن ور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اور

غالبؔ کی زندگی دکھوں اور مصیبتوں سے بھری ہوئی تھی۔وہ زندگی بھر مالی مشکلات میں گرفتار رہے۔ اس کے علاوہ رشتہ داروں اورچاہنے والوں کی موت نے ان کی زندگی کو غمگین بنا دیا۔

غالبؔ کی بیوی امراؤ بیگم نے سات بچّوں کو جنم دیا۔لیکن ساتوں کے سات بچپن ہی میں مرگئے۔اس دکھ کو کم کرنے کے لیے انھوں نے اپنی بیوی کے ایک بھانجے کو گود لے لیا۔ لیکن اس کی بھی نو جوانی میں موت ہوگئی۔شاعر کی حیثیت سے شہرت پانے اور پہچان بنانے سے پہلے ہی ایک رقاصہ ان کی غزلوں کو جی جان سے چاہنے لگی تھی اور بعد میں اس نے غالبؔ کی زندگی پر گہرا اثر بھی ڈالا تھا ۔اس رقاصہ کی بے وقت کی موت بھی ان کی زندگی کا ایک اور صدمہ بن گئی۔

مصیبت زدہ زندگی کے درمیان بھی غالبؔ نے اپنے آپ کو ظرافت اور انسان دوستی سے کبھی بھی دور نہیں رکھا۔ان کی زندگی اور شاعری پر سیکڑوں ادبی تخلیقات کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ غالبؔ کے متعلق فلمیں،ٹیلی سیریل وغیرہ آج بھی لوگوں کو متاثر کر رہے ہیں۔

سبق ۵

غالبؔ (منظر نامہ)

منظر ۔۱

غالبؔ اپنے بیٹے کی قبر کے سامنے بیٹھ کر رب سے دعا کرتے ہیں۔

منظر ۔۲

غالبؔ کا گھر۔ غالبؔ تنہا کھڑے ہیں۔ اپنا تیسرا بچّہ بھی مردہ پیدا ہونے کا رنج و غم ان کے چہرے پر ظاہر ہے۔ وہ ایک غزل گاتے ہیں۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں
رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑی اتنی کہ آساں ہو گئیں

منظر ۔۳

غالبؔ کے گھر کے باورچی خانہ کا منظر۔ ان کی بیوی امراؤ بیگم اور ملازمہ جس کا نام وفادار ہے، کھانا پکا رہی ہے۔ باہر گلی میں کسی کے گانے کی آواز سنائی دیتی ہے۔

امراؤ بیگم :آج سہ شنبہ ہے؟

وفادار :جی، بی بی جی!

امراؤ بیگم :یہ برہمن ہر منگل کو دلّی میں آتا ہے۔

منظر ۔۴

ایک اندھا برہمنی گیت گاتا ہوا گلی سے گزر رہا ہے۔ ساتھ میں اس کی بیوی ہاتھ میں اپنا بچّہ لی ہوئی ہے۔

یہ سنسار کاغذ کی پڑیا..........

منظر ۔۵

پھر غالبؔ کے گھر کے باورچی خانہ کا منظر۔

امراؤ بیگم : جا، تو آٹا دے کے آجا۔

وفادار : اچھا۔

(برہمن کی آواز سنائی دیتی ہے) میّا........

وفادار : الے آلہی ہوں، ٹھہلو۔ (ارے آ رہی ہوں۔ ٹھہرو)

(امراؤ بیگم ملازم کلّومیاں کو پکارتی ہے)

امراؤ بیگم : کلّو میاں........

منظر ۔٦

وفادار باہر آکر برہمن کو آٹا دیتی ہے۔ برہمن بیوی بچّے کے ساتھ گاتے ہوئے چلا جاتا ہے۔

منظر ۔۷

کلّومیاں اپنے ہاتھ میں کھانے کا تھال لئے سیڑھیاں چڑھ کر غالبؔ کے کمرے کے سامنے کھڑا ہے اور آواز لگا رہا ہے۔

کلّو میاں : حاضر ہو سکتا ہوں؟ حضور!

(اندر سے کوئی آواز نہیں آئی تو کلّو میاں اندر داخل ہو گیا
مگر غالبؔ کو کمرے میں نہ پاکر امراء بیگم کو پکارتا ہے)

بی بی صاحبہ!

امراؤ بیگم : (کلّو میاں کی طرف آتی ہوئی) کیا ہوا؟

کلّو میاں : حضور تو نہیں ہیں کمرے میں۔

امراؤ بیگم : اللہ! پھر بغیر کھائے پیئے نکل گئے کہیں۔

کلّو میاں : کچھ عرصہ سے پریشان نظر آتے ہیں حضور!

امراؤ بیگم : وہ تو دیکھ رہی ہوں۔

جب سے بچّے کا انتقال ہوا ہے

الگ الگ رہنے لگے ہیں مجھ سے۔

اللہ جانے مجھ سے کیوں خفا ہیں؟

کلّو میاں : (سیڑھیاں اترتے اترتے) لیجئے!

آپ سے کیوں خفا ہونے لگے۔البتہ پریشان ہیں۔

اسی لیے تو صبح ہی حاجی میر کی دکان میں جا بیٹھتے ہیں

اور وہیں کتابوں میں سر ڈبو کے سارا دن کاٹ دیتے ہیں۔

منظر ـ ۸

حاجی میر کی دکان۔ حاجی میر کوئی کتاب ڈھونڈ رہے ہیں۔ غالبؔ دکان کے اندر کے کمرے میں آرام سے بیٹھ کر کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

حاجی میر : (کتاب کے اوراق پلٹاتے ہوئے) بہت مایوس نظر آرہے ہو نوشہ میاں۔ امید رکھو۔ وہ ہے نا۔ کوئی نہ کوئی راہ نکل ہی آئے گی۔ یا اللہ.....

(بازو میں پڑی ایک کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں)

غالبؔ : کوئی امید بر نہیں آتی
کوئی صورت نظر نہیں آتی (انگڑائی لیتے ہیں)

حاجی میر : لگتا ہے رات ہوئے نہیں۔

غالبؔ : (کمرے سے باہر آتے ہیں اور حاجی میر کے پاس
ایک خالی کرسی پر بیٹھ کر)

موت کا ایک دن معیّن ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

حاجی میر :تازہ کلام ہے؟ (ایک کاغذ غالبؔ کے حوالے کرکے)
اس پر درج کرکے رکھ دینا۔ میں سنبھالوں گا۔ بہت
کلام ضائع کیا ہے تم نے ایسی۔

غالبؔ : (مایوسی کے عالم میں) میر صاحب، سوچتا ہوں۔ لکھنؤ چلا
جاؤں۔ شاید نصیرالدّین حیدر کے دربار میں جگہ مل جائے۔

حاجی میر : مرزا، اس مغالطے میں نہ رہو۔ دلّی اور لکھنؤ والوں کا
آپس میں اینٹ کھڑے کا بیر ہے۔ لکھنؤ والے دلّی والوں
کو اپنے شہر میں شعر نہیں پڑھنے دیتے۔

غالبؔ : پر میں تو دلّی والا نہیں ہوں۔

حاجی میر : درست ہے کہ تم آگرے کا ہو، لیکن......

غالبؔ : آگرے کا بھی کہاں میر صاحب۔
میں عندلیب گلشنِ نا آفریدہ ہوں ۔میں اس چمن کا

بلبل ہوں جو ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوا۔

حاجی میر : وہ چمن پیدا ہوگا کبھی؟

غالبؔ : ہاں، میر صاحب۔ آگرہ، دلّی، لکھنو، الہ آباد، حیدر آباد ان سب کی کوکھ سے اگر کبھی ایک ہندوستان پیدا ہوا تو اس چمن کی کسی شاخ پر مجھے بھی آشیانہ کی جگہ مل جائے گی......میں اردو کا شاعر ہوں میر صاحب۔ کسی ایک شہر کا نہیں اور اردو اس ملک کی زبان ہے۔ یہاں کے عوام کی زبان ہے۔ قلعہ کی یا نوابوں کی یا شاہوں کی نہیں.........

چلتا ہوں میر صاحب۔

غالبؔ اٹھ کھڑا ہو جاتے ہیں۔ بال خانہ سے غالبؔ کے اشعار ایک عورت کی میٹھی سریلی آواز میں سنائی دیتے ہیں۔

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیوں.......

غالبؔ اور حاجی میر غور سے سنتے ہیں۔

حاجی میر : (حیرت سے) یہ شعر آپ ہی کا ہے مرزا۔

غالبؔ : (تعجب ہوکر)ہاں! اپنا شعر دلّی میں پہلی بار کسی اور

کے منہ سے سن رہا ہوں!

حاجی میر : آپ کی یہ غزل بالہ خانہ تک کیسے پہنچی؟

غالبؔ : (ہنستے ہوئے) وہی سوچ رہا ہوں، زمین کی چیز آسمان کی طرف کس نے اڑادی؟

غالبؔ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جاتے ہیں۔ وہ ایک رقاصہ کی کوٹھی ہے۔ رقاصہ دیوان خانہ میں بیٹھی ہوئی ہے اور غالبؔ کی غزل گا رہی ہے۔ اچانک وہ غالبؔ کو دیکھ لیتی ہے۔ غالبؔ برآمدے میں کھڑے ہیں۔

رقاصہ : کون ہیں آپ؟ (اٹھ کر غالبؔ کے پاس آتی ہے)

غالبؔ : معاف کیجئے گا محترمہ۔ یہ غزل سن کے چلا آیا۔

رقاصہ : (تجسس کے ساتھ) کس کی ہے یہ غزل، جانتے ہیں آپ؟

غالبؔ : ہاں میرے ایک دوست ہیں مرزا غالبؔ۔ یہ ان ہی کے اشعار ہیں۔ لیکن یہ آپ کو کہاں سے ملے؟

رقاصہ : کسی نے چرہن لپیٹ کے دیا تھا اس پرزے میں۔ ایک شعر مل گیا۔ ایک پھٹ گیا۔ مقطع نہیں اور اگلا شعر بھی ادھورا ہے۔ (شعر پڑھتی ہے) ہاں وہ نہیں......

غالبؔ : (اس ادھورے شعر کو پورا کرتے ہیں)

خدا پرست جاؤ وہ بے وفا سہی

جس کو ہو دین و دل عزیز اس کی گلی میں جائے کیوں؟

رقاصہ : (حیرت اور خوشی سے) واہ ! بہت خوب ! آپ کو اعتراض نہ ہو تو درج کر لوں؟

غالبؔ : ضرور۔ (رقاصہ بیٹھ کر شعر لکھ لیتی ہے)

غالبِؔ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں

روئیے زار زار کیا کیجئے ہائے ہائے کیوں؟

شعر کہتے ہوئے غالبؔ واپس چلے جاتے ہیں۔رقاصہ ان کے پیچھے پیچھے چلی آتی ہے۔

رقاصہ : سنیے.....سنیے.....سنیے یہ غالبؔ ہیں کون؟

غالبؔ : (سیڑھیاں اترتے ہوئے)

؎ پوچھتے ہیں وہ کہ غالبؔ کون ہے

کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

غالبؔ حاجی میر کی دکان پر واپس آتے ہیں۔

حاجی میر : ملاقات ہوئی؟

غالبؔ : جی (کتاب لے کر واپس جاتے ہوئے) میر صاحب!جو

شعر گلی میں فقیر گائے اور بالا خانہ پر طوائف' اس شعر کو بھلا کون مار سکتا ہے؟

حاجی میر : (ہنستے ہیں) ہاں۔

غالبؔ چلے جاتے ہیں۔

منظر۔۹

رقاصہ کی کوٹھی۔ وہ بیٹھ کر کچھ لکھ رہی ہے۔ ملازمہ آتی ہے۔

ملازمہ : باجی' باجی وہ پٹھان پھر سیڑھیوں پر آکر بیٹھا ہے۔

جاتا ہی نہیں ہے۔

رقاصہ :(لکھنے پر توجہ دیتی ہوئی) بیٹھا رہنے دے۔ اتنی بار منع کیا ہے۔نہیں جاتا تو کیا کرتے؟

ملازمہ : (ذرا سی ناراضگی کے ساتھ جاتی ہے اور اپنے آپ سے کہتی ہے) ہو! پھر وہی غزل غالبؔ کی ! صبح سے دس بار تو لکھ چکی ہے!

رقاصہ : غالبؔ کی غزل ترنّم سے رقص کے ساتھ گاتی ہے۔

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت
درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار
کوئی ہمیں ستائے کیوں؟

سرگرمیاں

۱ حاجی میر غالبؔ سے کہتے ہیں۔ ''بہت مایوس نظر آرہے ہو۔ نوشہ میاں۔ امید رکھو۔ وہ ہے نا'' غالبؔ کی مایوسی کی وجوہات کیا ہیں؟

۲ غالبؔ کہتے ہیں ''میں اردو کا شاعر ہوں۔ میر صاحب۔ کسی ایک شہر کا نہیں اور اردو اس ملک کی زبان ہے۔ یہاں کے عوام کی زبان'' اردو زبان کے بارے میں آپ کیا کیا جانتے ہیں؟ ایک نوٹ تیار کیجئے۔

۳ رقاصہ غالبؔ کی غزلوں کو بہت پسند کرتی ہے۔ غالبؔ کی غزلیں آپ کو کیسے لگیں۔ اپنے خیالات کا اظہار کیجیے؟

۴ پہلی ملاقات میں رقاصہ غالبؔ کو نہیں پہچان سکتی ہے۔ فرض کیجئے کہ بعد میں وہ غالبؔ کو پہچانتی ہے اور ان دونوں کی ملاقات ہوتی ہے۔ اس وقت ان دونوں کے درمیاں ہونے والی گفتگو تیار کیجیے؟

۵ اس اسکرین پلے کا کونسا کردار آپ کو زیادہ پسند آیا؟ کیوں؟

۶ راہل اس کے ایک پرانے دوست راشد کو برسوں کے بعد ایک بس اسٹانڈ (Bus stand) میں ملتاہے۔ راہل بہت خوش ہوتاہے اور راشد کو گھر لے جاتا ہے۔ اس منظرکو ذہن میں رکھ کرایک اسکرین پلے تیار کیجیے۔

اسکرین پلے (منظر نامہ)

اسکرین پلے فلم، ٹیلی سیریل یا ڈوکیومنٹری کے لیے تیار کئے جانے والی تحریری تخلیق ہوتی ہے۔ اس کو فلم سیریل یا ڈوکیو منٹری کی ادبی شکل بھی کہہ سکتے ہیں۔ اسکرین پلے میں کرداروں کی حرکت، اداکاری اور گفتگو کا بیان ہوتا ہے۔ اس کے اہم عناصر حرکات (Action) اور مکالمے (Dialogue) ہیں۔ اداکاروں کے حرکات وسکنات زمانۂ حال میں لکھی جاتی ہیں۔

ایک عمارت بنانے کے لیے پلان (Plan) تیار کرنا جتنا اہم ہے اتنی ہی اہمیت فلم یا سیریل بنانے کے لیے اسکرین پلے کی تحریر کی ہوتی ہے۔ اچّھے اسکرین پلے کی تخلیق کے لیے موضوع پر گرفت اور وسیع مطالعہ کی ضرورت ہے۔ جس بات یا کہانی کو کہنا چاہتے ہوۓ ایک اچھوتے انداز میں کہنا چاہیے۔ ایک ادبی تخلیق کی حیثیت سے بھی اسکرین پلے کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔

فعل ماضی

حسبِ ذیل جملوں پر دھیان دیجئے۔

- اللہ ! پھر بغیر کھائے پیئے نکل گئے کہیں!
- آپ کی یہ غزل بالا خانہ تک کیسے پہنچی؟
- زمین کی چیز آسمان کی طرف کس نے اڑادی؟
- معاف کیجیے گا محترمہ۔ یہ غزل سن کے چلا آیا۔

ان جملوں میں نکل گئے، پہنچی، اڑادی اور چلا آیا وغیرہ الفاظ گزرے ہوئے زمانے میں کام کرنے کے معنی دیتے ہیں۔ زمانہء ماضی وہ ہے جس میں گزشتہ زمانے میں فعل کا کرنا یا ہونے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

زمانہء ماضی میں متعدی فعل مستعمل ہے تو اکثر فاعل کے ساتھ حروف ''نے'' لگایا جاتا ہے۔ ایسے موقع پر مصدر کے اعتبار سے فعل استعمال کیا جاتاہے۔ فعل ماضی کے ساتھ مختلف حروف بڑھا کر اس کی مختلف صورتیں نکال سکتے ہیں۔

فرہنگ

پنہاں	:	پوشیدہ
سہ شنبہ	:	منگل کا دن
بلّی	:	دلّی میں غالبؔ کے گھر کے علاقہ کا نام (بلّی ماران)
انگڑائی	:	Yawn
معیّن	:	طے شدہ
مغالطہ	:	غلط فہمی
اینٹ کھڑے کا بیر	:	سخت دشمنی
عندلیب	:	بلبل
نا آفریدہ	:	پیدا نہیں ہو
کوکھ	:	بطن، Womb

یونٹ ۳

خوابوں کی تعبیر

اس یونٹ میں زہرہ مسحور کی ایک آزاد نظم، ایک بہتریں بیانیہ اور رضا علی عابدی کے ایک سفر نامے کو شامل کیا گیا ہے۔ اس میں بچّوں کو آپس میں میل جول اور تعاون کے ساتھ رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ سفر کے تجربات شامل کرتے ہوئے سیر و تفریح سے دلچسپی پیدا کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ اردو میں تعلیم حاصل کرنے والوں کے لیے روزگار کے مختلف موقعوں کو پیش کرتے ہوئے طلباء کو اردو کی طرف رغبت دلانے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے کہ بچّے اس یونٹ سے خوب فائدہ اٹھائیں گے۔

تعلیمی نتائج

- ☆ پسندیدہ اشعار کا مفہوم تیار کر کے پیش کرتا ہے۔
- ☆ پسندیدہ موضوع پر نوٹ تیار کر کے پیش کرتا ہے۔
- ☆ پسندیدہ موضوع پر موزوں مصرعے بناتا ہے۔
- ☆ نظم تحتِ لفظ اور ترنم سے پیش کرتا ہے۔
- ☆ دیے گئے موضوع پر رپورٹ تیار کرتا ہے اور فطری انداز میں پیش کرتا ہے۔
- ☆ دیے گئے موضوع پر عبارت تیار کرتا ہے۔ ٹائپ کرتا ہے۔
فطری انداز میں پیش کرتا ہے۔
- ☆ انگریزی عبارت کا اردو میں ترجمہ کرتا ہے۔
- ☆ پسندیدہ موضوع پر اسکرپٹ تیار کرتا ہے۔
- ☆ کسی پروگرام میں اینکر نگ کرتا ہے۔
- ☆ موقع و عمل کے متابق اشتہار تیار کرتا ہے۔
- ☆ اشتہاری جملے اور مصرعے تیار کرتا ہے۔

ذیل میں دیے گئے کولاژ(Collage) پر غور کیجیے
اور اس پر تاثرات پیش کیجیے۔

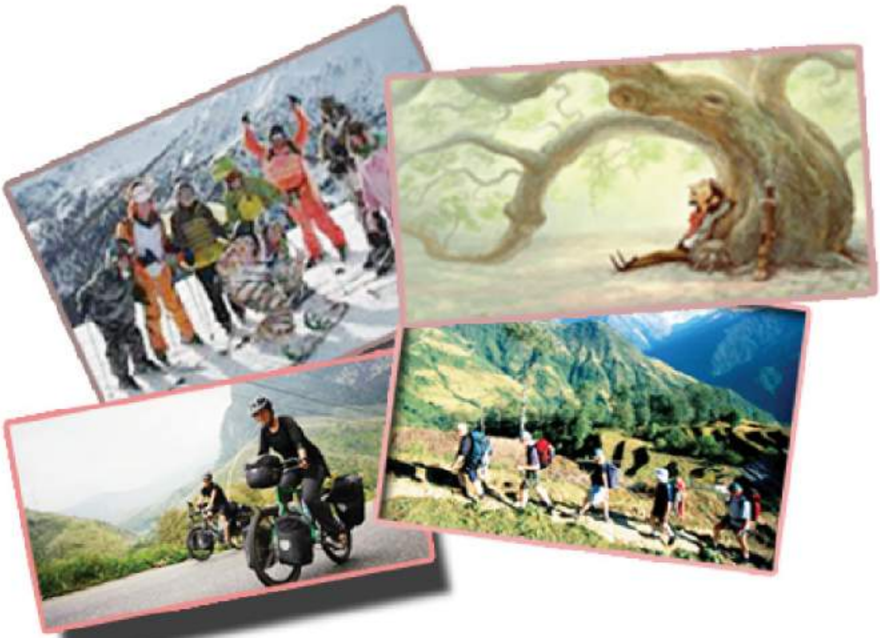

سبق - ۷

مسافر ہوں یارو

دلّی ابھی دور تھی۔ کارخانوں کی لمبی لمبی چار دیواروں پر اُتنی ہی لمبی تحریروں میں گیروے چونے سے لکھے ہوئے اشتہارات نظر آنے لگے۔ بالآخر بس دہلی کے علاقے میں داخل ہوئی۔ دفتروں میں چھٹی ہوئی تھی۔ ہزاروں لوگ سائیکلوں پر سوار گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ "کہاں چلوگے باؤ جی ؟" آٹو رکشا والے نے مجھ سے پوچھا۔ میں نے ہوٹل کا نام بتایا : فلاں یاتری نِواس۔

'' میٹر سے چلوگے ؟ '' میں نے پوچھا۔

'' ہاں جی' بالکل میٹر سے چلوں گا۔ ''

اور یہی ہوا۔ وہ بالکل میٹر سے چلا مگر تین میل کے راستے کو اس نے تیرہ میل کا راستہ بنا دیا۔

جب سارے شہر کی سیر مکمّل ہو گئی تو فلاں یاتری نِواس آیا۔ یاتری نِواس یعنی مسافر خانہ۔ نئی دہلی کے بیچوں بیچ اٹھارہ منزلہ عمدہ روشن عمارت۔ کشادہ کمرے اور کرایہ صرف اسّی روپئے۔ ہندوستان بھر سے جو لوگ اپنے کام کاج کرانے دہلی آتے ہیں اور سرکاری دفتروں کے قریب ٹھہرنا چاہتے ہیں اور کمرے کے روزانہ تین تین سو روپئے ادا نہیں کر سکتے' ان لوگوں کو ذہن میں رکھ کر یہ بہت بڑا ہوٹل تعمیر کیا گیا ہے۔ میرے دوستوں نے مشورہ دیا تھا کہ تجربے کی خاطر ایک رات سہی' اس ہوٹل میں رہ کر دیکھ لو۔

میں نے پوچھا '' کوئی کمرہ مل جائے گا ؟ ''

' yes ' انگریزی میں جواب ملا۔

دلّی میں قیامت کی گرمی تھی۔ اور چودھویں منزل پر بھی حَبس کا عالم تھا اور پنکھے سے ہوا کی بجائے لو نکل رہی تھی۔ مجھے جامع مسجد جانا تھا۔ میں نے بس سے جانے کا فیصلہ کیا۔

میں جامع مسجد پہنچا تو ہاتھ میں فرمائشوں کی وہ فہرست تھی جو میں پاکستان سے لے گیا تھا۔ کسی نے کہا تھا ' کُرتے شلوار کا کپڑا لانا ' کسی نے دوپٹوں کی ململ منگائی تھی۔ کسی نے ہری الائچیوں کی فرمائش کی تھی اور کسی نے امرس منگایا تھا جسے دلّی والے آم پاپڑ کہنے لگے ہیں۔ دلّی میں سائیکل رکشا شہر کے صرف پرانے علاقے میں چلتے ہیں۔ اب مجھے ہری الائچی اور آم' پاپڑ لینے دریبہ کلاں جانا تھا۔ دور تھا ' گرمی بھی بہت تھی۔ میرے میزباں نے اصرار کیا کہ سائیکل رکشا پر چلیں۔

اس کے بعد غریب رکشا والے نے انسانوں اور بھانت بھانت کی گاڑیوں ' ٹھیلوں اور ریوڑھ کے سیلاب کے درمیان یوں چلنا شروع کیا ' جیسے بہاؤ کی مخالف سمت میں تیرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا ہوں۔ تپتی ہوئی دھوپ میں وہ کاندھے پر پڑے ہوئے کپڑے سے پسینہ پونچھتا جاتا تھا اور پیڈل چلانے کے لیے کبھی ایک ٹانگ پر پورا زور ڈالتا تھا ' کبھی دوسری پر۔ وہ جہاں چاندنی چوک کے بیچوں بیچ نہر سعادت خاں بہتی تھی اور سائے دار درخت لگے تھے ' بعد میں جہاں گھنٹیاں بجاتی ہوئی ٹرام وے دوڑا کرتی تھی ' وہیں جان کھپاتا ہوا رکشے والا ہمیں دریبہ لے گیا۔

غریب رکشے والے کو یہ رکشا سات روپئے روزانہ کرایہ پر ملتا ہے

چوں کہ کئی ہزار آدمی رکشا چلا رہے ہیں۔ اس لیے ہر ایک کے حصّے میں روزانہ بارہ سے سولہ روپئے آتے ہیں۔ اپنا اور بیوی بچّوں کا پیٹ پالنے کے لیے دن بھر میں ان کے پاس صرف سات آٹھ روپئے بچتے ہیں اور ان کا بھی کچھ یقین نہیں۔

جن صاحب نے ہمیں شربت پلائے بغیر نہیں چھوڑا وہ ان ہی گلیوں میں رہنے والے ایک بزرگ لالہ امر ناتھ تھے۔ میں پہنچا تو دالان میں چارپائی ڈالے بیٹھے تھے۔ فوراً ہی لڑکوں کو دوڑایا کہ وہ اندر سے کرسی لائیں۔ مگر میں چارپائی ہی پر بیٹھا اور ادھر اُدھر کی دو چار باتوں کے بعد ہی پرانی دلّی کی باتیں شروع ہو گئیں۔

لالہ امر ناتھ بتا رہے تھے، ''سات پیڑھیاں گزر گئیں اس محلّے کے اندر۔ ساری عمر ہماری یہیں گزر گئی۔ ہندو مسلمان سب ! ہم ان کی عزّت کرتے ہیں، یہ ہماری عزّت کرتے ہیں۔ سمجھیے بڑے آرام سے زندگی گزر رہی ہے۔''

میں نے پوچھا، ''ان گلیوں میں آپ نے جو بچپن گزارا تھا، وہ یاد ہے؟''

'' کیوں نہیں ہے۔''

'' اس وقت کی دلّی کیسی تھی ؟ ''

'' اس وقت کی دلّی تو کیا پوچھتے ہیں ؟ '' اب لالہ امر ناتھ اپنے مخصوص لہجے میں بولنے لگے' '' بازار میں اس ٹائم پہ سوختہ ہو جایا کرتا تھا' کوئی کوئی آدمی دِکھتا تھا اور شام کے ٹائم میں چمار جوتیاں لے کر بیچنے جایا کرتے تھے۔ یہ حالت تھی اس بازار میں اور اب تو جناب جتنی پبلک دن میں چلتی ہے اتنی رات کو چلتی ہے۔ یہ حالت ہے اس وقت ہندوستان میں۔''

میں نے پوچھا' '' اب تو جامع مسجد کے بالکل پچھواڑے رہا کرتے ہیں۔ اس زمانے میں جامع مسجد میں کیسی رونق ہوا کرتی تھی ؟ ''

'' جامع مسجد کے اندر اتنی رونق نہیں تھی جو اب رونق ہے۔ اب بیچ سڑک پر ایک کھمبا لگا ہے۔ اس زمانے میں ہمارے بچپن میں اس کھمبے پر ایک گیس کا ہنڈا ٹنگا رہا کرتا تھا۔ اور ایک چتلی قبر پہ ہنڈا اور گلیوں میں لالٹینیں جلا کرتی تھیں۔ مٹی کے تیل کی کمی سمجھیے اور سرشام بچّہ رات کو آٹھ بجے جا نہیں سکتا تھا' اتنا سوختہ محلّے کے اندر رہا کرتا تھا۔''

میں نے لالہ جی سے پوچھا' '' جامع مسجد کی سیڑھیوں پر کھانے

پینے کی چیزیں، نہاری اور حلیم، نان اور کباب یہ سب چیزیں آپ کے زمانے میں بھی ہوتی تھیں؟"

"جی ہاں، اس زمانے میں بھی ہوتی تھیں۔"

مٹیا محل کی گلیوں میں جس کی سات پیڑھیاں گزر گئیں اس محلے کے اندر۔ ساری عمر ہماری یہیں گزر گئی۔ سمجھیے اس زمانے میں جڑیں پکڑ لیں۔ لالہ امر ناتھ کی چاہے کتنی ہی تکلیفیں ہوں پھر بھی ان کی اس بات میں مبالغہ نہ تھا کہ "بڑے آرام سے زندگی گزر رہی ہے اب تلک اور کل کی کہتے نہیں حضور! کل کیا ہونے والا ہے۔"

فرہنگ

گیروے چونے: گہرے گلابی رنگ کا چونا

کشادہ : کھلا ہوا

کام کاج : نوکری

حبس : ہوا کا بند ہو جانا

لو : تیز گرم ہوا

میزبان : Host

بھانت بھانت : طرح طرح

ٹھیلا : بیل گاڑی

ریوڑھ : بکریوں کا جھنڈ

سیلاب : Flood

سمت : طرف

جان کھانا : بہت زیادہ محنت کرنا

دریبہ : پانوں کا بازار

پیڑھی : نسل

سوختہ	:	جل کر بجھا ہوا
ٹنگنا	:	جڑا جانا
گیس کا ہنڈا	:	Petromax
نہاری	:	Soup, Gravy

سفر نامہ

سفر نامہ اردو ادب کی ایک اہم صنف ہے۔ ہر سفر خود ایک تجربہ ہوتا ہے۔ اگر کسی شخص میں اس تجربے کو بیان کرنے کی صلاحیت ہو تو ایک دلچسپ سفر نامہ تیار ہو سکتا ہے۔ سفر نامے ہمارے لیے اس دنیا کے مختلف علاقوں سے تعارف کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اور ہماری عام معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ سفر نامے کے مطالعے سے ہمیں اجنبی دیاروں، ملکوں، تہذیبوں اور جغرافیوں کے حالات سے آگاہی ملتی ہے۔ اردو کے سفر نامہ نگاروں میں سر سید احمد خاں، محمد حسین آزاد، شبلی نعمانی، جوش وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ عجائب فرہنگ، مسافرانِ لندن، سیرِ ایران، سفر نامۂ روم و مصر و شام، سفر نامۂ بغداد وغیرہ مقبولِ عام سفرنامے ہیں۔

رضا علی عابدی(پیدائش ۱۹۳۶ء)

رضا علی عابدی افسانہ نگار ہیں۔ وہ انگلستان کی مشہور ریڈیو سروس بی بی سی لندن سے وابستہ تھے اور پروگرام آفیسر کی حیثیت سے کئی یادگار پروگرام کر چکے ہیں۔ انھوں نے ریڈیو سے ریڈیائی سفر نامے بھی پیش کیے ہیں۔ جیسے ' شیر دریا ' اور ' جرنیلی سڑک '۔ ان کے یہ دونوں پروگرام بہت مقبول ہوئے۔ سفر نامہ ' اب دلّی دور نہیں ' رضا علی عابدی کے ' جرنیلی سڑک ' سے لیا گیا ہے۔

سرگرمیاں

۱) دلّی کے سائیکل رکشا والوں کی زندگی کا نقشہ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

۲) دلّی جیسے بڑے بڑے شہروں میں آبادی کے اضافے کی وجہ سے معاشرتی زندگی پر اثر پڑ رہا ہے۔ اس پر بحث کر کے مختصر نوٹ تیار کیجیے۔

۳) آپ نے کئی مقامات کا سفر کیا ہوگا۔کسی ایک سفر کا تجربہ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

حروف

حسب ذیل جملوں پر دھیان دیجیے۔

☆ بس دہلی کے علاقے میں داخل ہوئی۔

☆ ہزاروں لوگ سائیکلوں پر سوار گھروں کو لوٹ رہے تھے۔

☆ وہ بالکل میٹر سے چلا مگر تین میل کے راستے کو اس نے تیرہ میل کا راستہ بنا دیا۔

ان جملوں میں کے، میں، پر، کو، سے، مگر اور نے چند الفاظ ہیں، جو تنہا بولنے یا لکھنے میں کوئی معنٰی نہیں دیتے ہیں۔ لیکن الفاظ کے ساتھ یا جملوں کے درمیاں آکر معنٰی اور مفہوم دیتے ہیں۔ ان کو حروف کہتے ہیں۔

چند حروف حسبِ ذیل ہیں۔

کا	اور	پر	کیونکہ	ہی
کے	پھر بھی	لیکن	اس لیے	تو
کی	یا	مگر		بعد
میں	چاہے	بلکہ		
ہو		اگر		

زمانہ مستقبل

ذیل کے جملوں پر غور کیجیے۔

- ہاں جی! بالکل میٹر سے چلوں گا۔
- میں نے پوچھا' کوئی کمرہ مل جائے گا۔

ان جملوں میں چلوں گا' مل جائے گا افعال ہیں۔ ان میں آنے والے زمانے میں کام کرنے کا مفہوم ملتا ہے۔

زمانۂ مستقبل وہ ہے جس میں آئیندہ زمانے میں فعل کے کرنے یا ہونے کا مفہوم ملتا ہے۔ فاعل کے اعتبار سے مصدر کے ساتھ چند حروف بڑھا کر افعال مستقبل بنا سکتے ہیں۔

جیسے:

ے گا	وَگے
ے گی	وَگی
یں گے	وَں گا
یں گی	وَں گی

سبق ۸

وہ تو کوئی اور ہے

آؤ کہ ایک بار پھر ہم ایک ہو جائیں
جس طرح ایک ہوئے تھے
جنگِ آزادی میں
اور جیت لی تھی جنگ
اپنے اپنے خوابوں کی
بنالیے تھے اپنے اپنے گھروندے
پرندوں جیسے گھونسلے
تنکے تنکے جوڑ کر
پر یہ نہ جان پائے تھے کبھی
اک باز کی ہم پر مسلسل نظر رہتی ہے
تاکتا رہتا ہے وہ
آسمان کی وسعتوں سے
دیکھتا رہتا ہے وہ ہر پل

بچ کے رہو اس سے وہ چھپا ہوا ہے
اس کی آواز مندروں کے گھنٹوں سے ہے
نہ مسجدوں کے میناروں سے
نہ ہی ناقوس کی صداؤں میں
وہ تو کوئی اور ہے
جو استحصال کرتا رہتا ہے
ان پاکیزہ مقامات کا
وہ ہم میں تم میں سے نہیں
وہ تو کوئی اور ہے

زہرہ مسحور

زہرہ مسحور حیدر آباد میں پیدا ہوئیں۔ وہ موجودہ دور کے ایک مشہور اردو شاعرہ ہیں۔ اپنے بچپن ہی سے شعر و شاعری کا شوق تھا۔ زندگی کی حقیقتوں کو انھوں نے اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ رسالوں اور ماہناموں میں ان کی کئی آزاد نظمیں شائع ہوئی ہیں۔

فرہنگ

گھروندا	:	Toy House
تنکا	:	Straw
باز	:	Falcon
وسعت	:	کشادہ
ناقوس	:	Conch
استحصال	:	Exploitation
پاکیزہ	:	مقدّس
تاکنا	:	دیکھنا

سرگرمیاں

۱ آپ کی رائے میں قومی یکجہتی میں رکاوٹ ڈالنے والے عناصر کیا کیا ہیں؟

۲ اک باز کی ہم پر
مسلسل نظر رہتی ہے
تاکتا رہتا ہے وہ

آسمان کی وسعتوں سے
دیکھتا رہتا ہے وہ ہر پل
بچ کے رہو اس سے
وہ چھپا ہوا ہے

موجودہ حالات میں ان اشعار کی اہمیت کیا ہے؟

۳ اس نظم کا مرکزی خیال اپنے الفاظ میں لکھیے۔

۴ زہرہ مسحور جدید دور کی شاعرہ ہیں۔ اس طرح کے چند جدید دور کے شعراء کے اشعار جمع کیجئے۔

٦ اس نظم سے آپ کے پسندیدہ اشعار کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

سبق ۹

حاضر ہوتے ہیں وقفے کے بعد

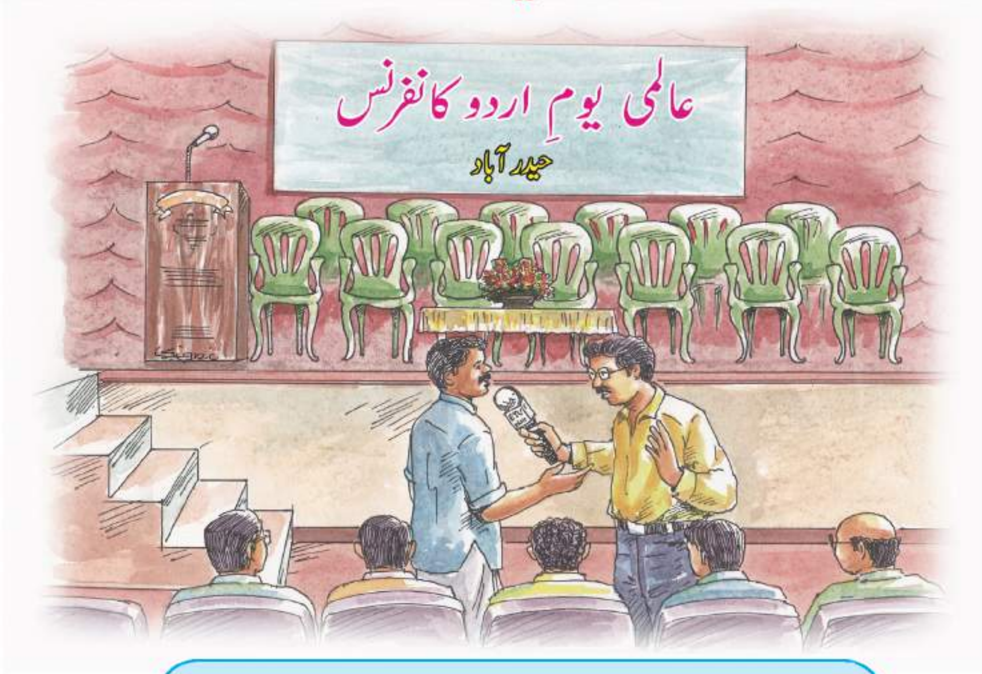

بچّو !اس تصویر پر چند جملے بتایئے۔

عالمی یومِ اردو کانفرنس شروع ہونے والی ہے۔ جیسے کہ آپ جانتے ہیں سر علاّمہ محمد اقبالؔ کا یومِ پیدائش دنیا بھر میں عالمی یومِ اردو کے طور پر منایا جاتا ہے'.......

اپنی مصروفیتوں سے فارغ ہو کر عرفان گھر کی طرف لوٹنے لگا تو اچانک اسے اپنی بیوی کی وہ بات یاد آگئی جو اس نے بچّوں کے لیے

دو نوٹ بک، چائے کی پتی، چاول وغیرہ خرید نے کے لیے کہی تھی۔ فوراً وہ سوپر مارکیٹ پہنچا اور سامان لیتے ہوئے سوپر مارکیٹ کا ایک چکّر لگایا۔ وہ دوسرا چکّر لگا رہا تھا تو تھوڑی دور پر مسکراتا ہوا ایک خوب صورت چہرہ دکھائی دیا۔ اس نے یہ سمجھ کر ان دیکھی کر دی کہ شاید وہ مجھے دیکھ کر نہیں۔ لیکن ذرا اور قریب پہنچنے پر اس کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

ہائے ! عرفان

سلما ! تم ! یہاں کیسے؟

کیوں بھائی عرفان ؟ کیا حیدر آباد کی آب و ہوا مجھے اچھی نہیں لگتی؟

کیوں نہیں دوست! کیسے آنا ہوا؟

کچھ عرصے سے میں یہیں ہوں۔

نوکری کہاں کر رہی ہو آج کل؟

میں اخبار 'سیاست' میں۔

اچھا ! میں اِی۔ٹی۔وی اردو میں کام کر رہا ہوں۔

ہاں ! ہاں! مجھے معلوم ہے۔

(وہ بہت ساری باتیں کرتے رہے)

عرفان! مجھے کچھ خبریں ترتیب دینی ہیں۔

ہاں ! ہاں! سلما۔ باتوں باتوں میں

بہت دیر ہوگئی۔

خدا حافظ!

سلما اپنی گاڑی میں بیٹھ کر

رپورٹ لکھنے لگی۔

حیدرآباد: گچّی بولی انڈور اسٹیڈیم میں عالمی یومِ اردو کانفرنس ہوئی۔ ۴۰۰۰ سے زیادہ لوگ شریک ہوئے۔ اس پروگرام کی افتتاح ....

رپورٹ کو آگے بڑھائیں۔

سامان خرید کر گھر جاتے ہوئے عرفان پرانی یادوں کو تازہ کرنے لگا۔ اپنی پڑھائی کا زمانہ، پہلی نوکری وغیرہ وغیرہ...........

سلما سے اس کی گہری دوستی تھی۔

اپنی گھریلو پریشانیوں کی وجہ سے اس کے بہت سارے کلاس چھوٹ جاتے تھے۔ ایک حد تک سلما اسے چُھوٹے ہوئے اسباق پڑھاتی تھی۔ان دونوں نے ایک ساتھ ہی اخبار 'ہندوستان' میں نوکری شروع کی تھی۔ لوکل رپورٹنگ کرتے تھے۔ خبریں خود کو ٹائپ کرنا پڑتا تھا۔ عرفان کو اردو ٹائپ رائٹنگ نہیں آتی تھی۔ سلما نے ہی اسے سکھایا تھا۔ سلما کے ابّا کو ڈی۔ ٹی۔پی کی سینٹر تھا۔ سلما بھی کبھی کبھی ابّا کی مدد کرتی تھی۔

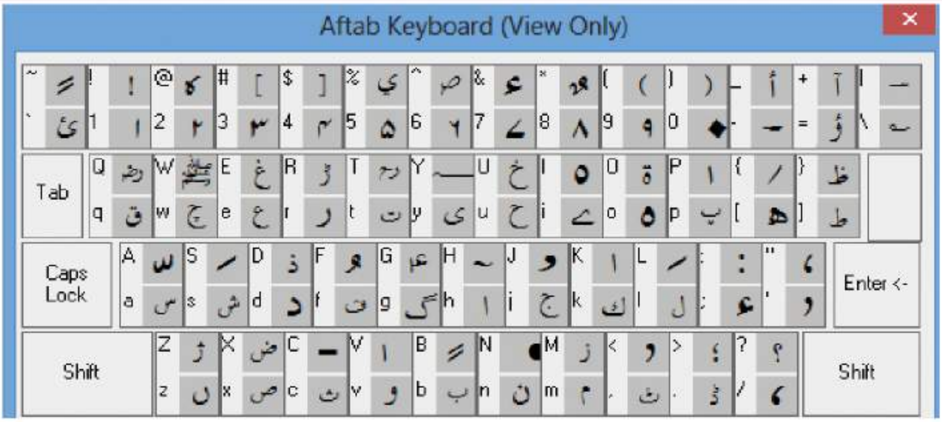

(عرفان کے دو بچّے ہیں۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی ' بیٹا ارمان گیارھویں جماعت میں اور بیٹی دیا آٹھویں میں پڑھتی ہیں۔ اس کی بیوی بینک میں کام کرتی ہے۔ ارمان 'بولی وُڈ' میں کا م کرنے کی خواہش مند ہے)

'بولی وُڈ' میں اردو سے کیا کیا فائدے ہیں؟

گھر پہنچ کر عرفان نے دروازہ کھٹکٹایا۔ ارمان نے دروازہ کھولا۔

ابّا کو دیکھتے ہی اس نے کہا۔

واہ ! 'آپ آئے بہار آئی۔

آداب! بیٹے۔

آداب! ابّا جان۔

امّی اور دیا کہاں ہیں؟

'بازار'

سامان تو میں لایا ہوں۔وہ کیا لینے گئے ہیں؟

'گھنگرو'۔

گھنگرو! کس کے لیے بیٹا؟

آپ کی 'آنکھوں کے تارے' کے لیے۔

کیا گھنگرو کے بنا جی نہیں سکتی وہ؟

ابّا! 'عادت سے مجبور' ہے۔

اتنی دیر کیا کرتے ہیں وہ؟

'چکّر پہ چکّر' لگاتے ہوں گے۔

تم آج کل فلمی ناموں کے پیچھے کیوں پڑے ہو؟

'انداز اپنا اپنا'۔فلمی ناموں پر ہی نہیں ابّا! اشتہاروں پر بھی تحقیق ہو رہی ہے۔

ارمان چند اشتہاری جملے کہتا ہے۔
ڈر کے آگے جیت ہے۔ یہ ہے دیش کی دھڑکن۔ بچّو! ارمان اور کیا کیا بتایا ہوگا؟

(کالنگ بیل کی آواز)

دیکھو بیٹے کون آیا ہے؟

امّی اور دیا آگئی ہیں! ابّو

سب نے مل کر کھانا کھایا اور اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔

(فون کی گھنٹی بجتی ہے)

ہیلو........

آداب عرفان۔

آداب! آپ کون بول رہے ہیں؟

کیا میری آواز پہچانا نہیں؟

کچھ جانی پہچانی سی آواز لگتی ہے۔ لیکن پھر بھی ذہن میں نہیں ہے۔

آپ کا ایک پرانا دوست!

ذرا کھل کر بتایئے گا۔

جوزف ہوں یار۔

جوزف تم ہو کہاں آج کل؟

سعودی عرب میں۔

میرا نمبر کہاں سے ملا؟

فیس بک (Facebook) سے ڈھونڈ نکالا۔

کیا کرتے ہو وہاں؟

ایک ماہنامہ نکال رہا ہوں۔

واہ بھائی ۔ عربی بھی سیکھ لی۔ تم نے؟

نہیں یار۔ اردو سے ہی کام چلا رہاہوں۔

سارا کام خود ہی کرتے ہو؟

نہیں! دیگر زبانوں سے ترجمہ کرنا ٹائپنگ کرنا' وغیرہ کاموں کے لیے دوسرے لوگ ساتھ ہیں۔

اور اپنی سناؤ۔

(وہ دونوں دوست بہت دیر تک باتیں کرتے رہے)

(عرفان کسی کام کے لیے صبح صبح چلے گئے۔
چھٹی ہونے کی وجہ سے باقی سارے لوگ گھر پر ہی تھے)

دیا !دیا! دیکھو بیٹی وقت کیا بجاہے؟

سوا دس بجے ہیں امّی۔

او..ہو!

ٹی.وی آن کر کے دیکھو بیٹی۔ ابّا کا پروگرام ہو رہاہوگا۔

چل رہاہے امّی۔

عرفان : میڈم ! کیا آپ رات کو سفر کرنے سے ڈرتی ہیں؟

میڈم : میں تو شہر میں رہتی ہوں اس لیے ڈر نہیں ہے۔

عرفان : اس کا مطلب گاؤں میں سفر نہیں کر سکتے ؟

میڈم : گاؤں میں اتنی حفاظت نہیں ہوتی۔

عرفان : کیوں؟ کیا ایس۔پی صاحب گاؤں میں پولیس پروٹیکشن نہیں دیتے ؟

ایس۔پی: شہروں میں تو پولیس والے پھیرے لگاتے رہتے ہیں۔گاؤں کے کونے کونے میں پولیس کو تعینات کرنا ناممکن ہے۔

عورت کو سیلف پروٹیکٹ ہونا چاہیے۔

عرفان : کیوں؟ کیا تم 'کراٹے' سیکھتی ہو؟

طالبہ : جی نہیں ! خواہش ہے۔

عرفان: اس پر آپ کی کیا رائے ہے۔ لیڈر صاحب؟

لیڈر : میں تو یہی کہوں گا کہ لڑکیوں کو اسکولوں میں ہی اس قسم کی تربیت دینی چاہیے۔

اچھا! اب وقت ہے ایک مختصر وقفے کا۔

امّی ! ابّا خوب پرفوام کر رہے ہیں۔

ہاں !ہاں لگتا ہے اس بار سب سے اچھے اینکر نگ کا ایوارڈ انھیں کو ملے گا۔

سرگرمیاں

ا سلما اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اخباری رپورٹ لکھ رہی تھی۔ لیکن پوری نہ کر سکی۔ آپ سلما کی ادھوری اخباری رپورٹ کو پوری کیجیے۔ اس اخباری رپورٹ کو ٹائپ کرکے پورٹ فولیو میں لگائیے۔

۲ فرض کیجیے آپ کے علاقے کا ایک چانل نسوانی تقویت (Woman Empowerment) کے موضوع پر ایک ٹاک شو منعقد کیا جا رہا ہے۔ جس میں پولیس افسر، وکیل، استاذ سیاست دان وغیرہ شریک ہوں گے اس ٹاک شو کا اسکرپٹ تیار کیجیے۔ اور رول پلے کے ذریعے پیش کریں۔

۳ اردو زبان میں تعلیم حاصل کرنے سے کون کون سی ملازمتوں کے مواقع (Career Opportunities) حاصل ہوتے ہیں؟ انٹرنیٹ سے ڈھونڈ کر فہرست تیار کیجیے۔

۴ آپ کے اسکول کے قریب بہت ساری دکانیں ہوں گی۔ ایک دکان والے نے آپ کے اسکول میگزن کے لیے اشتہار دیا ہے۔ ان کے اشتہار اردو زبان میں تیار کیجیے۔

۵ ٹی ۔وی یا انٹرنٹ سے چند اردو اشتہار جمع کیجیے۔ اور اپنی پورٹ فولیو میں لگائیے۔

۶ ذیل میں دی گئی انگریزی عبارت کا اردو میں ترجمہ کیجیے۔

Kerala is a state in the south-west region of India. It was formed on 1st November 1956. Pepper and natural rubber contribute to a significant production of the total national out put. In the agricultural sector coconut, tea,coffee, cashew and spices are important.

یونٹ ۴

پاؤں کے نیچے جنّت ہے

اس یونٹ میں سید محمد سرورؔ صاحب کی نظم 'آہ امّاں' تلوک چند محرومؔ کی ایک رباعی اور پریم چند کا افسانہ 'بوڑھی کاکی' کو شامل کیا گیا ہے۔ اس یونٹ کی سرگرمیوں سے بچّوں میں ماں باپ کے ساتھ عزّت و احترام سے پیش آنے کے جذبے کو ابھارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بزرگوں سے پیار و محبت کرنا مذہبی رواداری پر زور دینا' ایک خوش حال سماج کی تشکیل کے لیے ضروری ہے۔ان باتوں پر بھی اس یونٹ میں بحث کی گئی ہے۔امید ہے کہ طلباء اس یونٹ کو خوشی سے ہاتھوں ہاتھ لے لیں گے۔

تعلیمی نتائج

☆ نظم کے مفہوم پر چرچا کرتا ہے اوراس پر مختصر نوٹ تیار کر کے پیش کرتا ہے۔
☆ ترنم سے نظم خوانی کرتا ہے۔
☆ کسی ایک ادبی تخلیق کے لیے دوسرا مناسب عنوان تجویز کرتا ہے۔
☆ افسانہ پر مختصر نوٹ تیار کر کے پیش کرتا ہے۔
☆ افسانہ کے کرداروں کی اہمیت پہچان کر ان پر مختصرنوٹ تیار کر کے پیش کرتا ہے۔
☆ موقع و محل کی مناسبت سے گفتگو تیار کر کے پیش کرتا ہے۔
☆ رباعی پڑھ کر اس کا مفہوم موجودہ سماجی حالات کے پیش نظر واضح کرتا ہے۔
☆ مختلف سماجی مسائل کے متعلق نوٹ لکھتا ہے۔
☆ رباعیاں جمع کرتا ہے اور موضوع کے اعتبار سے مرتب کرتا ہے۔
☆ فعلِ لازم، فعلِ متعدی اور فعلِ ناقص کی فہرست تیار کر کے پیش کرتا ہے۔

''ماں کے قدموں کے نیچے جنّت ہے'' (محمد نبی ﷺ)

بچّو! ماں کے بارے میں اس طرح کے دوسرے چند اقوال پیش کیجیے۔

سبق ۱۰

آہ امّاں !

پیارا تھا میں ترا مجھے کیوں چھوڑ کر چلی؟
بیٹے کے دل کو کس لئے یوں توڑ کر چلی؟
کیوں اتنی جلد مجھ سے منہ موڑ کر چلی؟
لختِ جگر کا شیشہء دل پھوڑ کر چلی؟
دنیا مری اجڑ گئی تاراج ہوگئی!
پھر نہ کُھلے گی آنکھ تو وہ نیند سوگئی!
نا ساز ہوتی تھی جو طبیعت مری ذرا
رہتا تھا بے قرار دلِ غمزدہ ترا
راتوں کو جاگ کر مجھے دیتی رہی دوا
میرے لیے ہر ایک ستم اور غم سہا
بیٹے کو ماں سے آہ قضا نے جدا کیا!
اک دم گرا کے برق یہ گلشن فنا کیا!

آباد تھا جہان مرا تیرے دم سے ماں!
لبریز دل کا جام ہے اب تیرے غم سے ماں!
رو رو کے آنکھ ہوگئی محرومِ نم سے ماں!
مردہ ہوا ہے دل مرا رنج والم سے ماں!
روح و جگر میں آتشِ فرقت سما گئی!
تو غم کی آگ کا مجھے ایندھن بنا گئی!
شفقت کی گود میں بہت آرام سے پلا
کس مامتا سے پال کے تونے بڑا کیا !
تو میری خادمہ بنی شہزادہ میں ترا
دامانِ آرزو ترا اللہ نے بھرا
تو ہو جوار رحمت یزداں میں اب مکیں
راحت کی زندگی ملے جنت میں بہتریں!

سید محمد سرورؔ

فرہنگ

لختِ جگر : جگر کا ٹکڑا (بیٹا)

تاراج ہونا : برباد ہونا

شیشہء دل پھوڑنا : دکھ دینا

طبعت نا ساز ہونا : بیمار ہونا

دلِ غمزدہ : دکھی دل

ستم : ظلم

قضا : اجل

برق : بجلی

لبریز : بھرا ہوا

جام : پیالہ

محروم نم : آنسو سوکھ جانا

مردہ : مرا ہوا

رنج والم : دکھ

آتش فرقت	:	جدائی کی آگ
سما جانا	:	بسنا
دامان	:	گودی
یزدان	:	خدا

سرگرمیاں

۱ نظم 'آہ اماں' کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیں۔

۲ اس نظم سے پسندیدہ ایک شعر چن لیجیے اور پسندیدگی کے اسباب واضح کیجیے۔

۳ اس نظم کے لیے کوئی دوسرا مناسب عنوان تجویز کیجیے۔

۴ آج کل خانۂ بزرگان کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہو گی؟ اپنے خیالات واضح کیجیے۔

۵ ماں کی شان میں اور بھی شاعروں نے نظمیں لکھی ہیں۔ چند ایسی نظمیں جمع کیجیے۔

سید محمد سرؔور (۱۹۱۶ـ۱۹۹۴)

سید محمد سرؔور صاحب کیرالا کے اوّلیں اردو شاعروں میں سے ہیں۔ ۱۹۱۶ء میں ضلع ترشور کے گاؤں کاٹورمیں پیدا ہوئے۔ سرؔورصاحب اردو زبان سے بہت متاثر تھے۔ ابتدائی تعلیم کے ساتھ ساتھ اردو زبان بھی سیکھی۔ انھوں نے پہلے تلشیری برنّن ہائی اسکول میں بحیثیت معلّم اور بعد میں ملاپرم کے گورنمنٹ مسلم ہائی اسکول میں مستقل طور پر اردو کے معلّم بنے۔ان کا پہلا شعری مجموعہ 'ارمغانِ کیرالا' ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا۔ اس سے ان کو اردو دنیا میں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ 'نوائے سرور' ان کا دوسرا مجموعہ کلام ہے۔ ان کی اردو خدمات پر اترپردیش اردو اکادمی نے انھیں ایوارڈ سے نوازا۔

سرؔور صاحب نے ملیالم سے اردو اور اردو سے ملیام میں کئی کہانیوں کا ترجمہ کیاہے۔ ان کے کئی مضامیں ہندوستان کے مختلف رسالوں اور اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ ۵ ستمبر ۱۹۹۴ء کو سرؔور صاحب اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

سبق ۱۱

بوڑھی کاکی

بوڑھی کاکی کے شوہر کو مرے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا۔ سات بیٹے جوان ہو کر داغ دے گئے اوراب ایک بھتیجے کے سوا دنیا میں ان کا اور کوئی نہ تھا۔ اسی بھتیجے کے نام انھوں نے ساری جائداد لکھ دی تھیں۔ ان حضرت نے لکھاتے وقت تو خوب لمبے چوڑے وعدے کیے۔ اگرچہ اس جائیداد کی سالانہ آمدنی ڈیڑھ دو سو روپے سے کم نہ تھی۔ لیکن بوڑھی کاکی کو اب پیٹ بھر رو کھا دانہ بھی مشکل سے ملتا تھا۔

بدھ رام طبیعت کے نیک آدمی تھے۔ بدھ رام کو کبھی کبھی اپنی بے انصافی کا احساس ہوتا۔ وہ سوچتے کہ اس جائداد کی بدولت میں اس وقت بھلا آدمی بنا بیٹھا ہوں۔ مزید خرچ کا خوف ان کی نیکی کو دبائے رکھتا تھا۔

بدھ رام کاکی کو کھانا کم دیتے ہیں۔ کیا بدھ رام کا یہ عمل صحیح ہے؟ اپنی رائے پیش کیجیے۔

بدھ رام اور ان کی بیوی بوڑھی کاکی کو زور سے ڈانٹتے تھے۔بوڑھی کاکی کبھی کبھی چیخ مار کر روتیں۔ لیکن یہ تو مشہور ہی تھا کہ وہ صرف کھانے کے لیے روتی ہیں۔ اس لیے کوئی ان کے نالہ و فریاد پر دھیان نہ دیتا تھا۔ گھر میں اگر کسی کو کاکی سے محبت تھی تو وہ بدھ رام کی چھوٹی لڑکی لاڈلی تھی۔

لاڈلی کو بوڑھی کاکی سے محبت تھی۔ اس کی وجہ کیا ہوگی؟

رات کا وقت تھا۔ بدھ رام کے دروازے پر شہنائی بج رہی تھی۔ آج بدھ رام کے بڑے لڑکے سکھ رام کا تلک آیا ہے۔ یہ اسی کا جشن ہے۔ گھر میں مستورات گا رہی تھیں۔ اور روپا مہمانوں کی دعوت کا سامان کرنے میں مصروف تھی۔بھٹیوں پر کڑاہ چڑھے ہوئے تھے۔ ایک میں پوریاں کچوریاں نکل رہی تھیں۔دوسرے میں سموسے بنتے تھے۔ مصالحے دار

ترکاری پک رہی تھی۔ گھی اور مصالحے کی اشتہا انگیز خوشبو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔

بوڑھی کاکی اپنی اندھیری کوٹھری میں خیالِ غم کی طرح بیٹھی ہوئی تھیں۔ یہ لذّت آمیز خوشبو انھیں بے تاب کر رہی تھی۔ وہ دل میں سوچتی تھیں شاید مجھے پوریاں نہ ملیں گی۔ اتنی دیر ہوگئی کوئی کھانا لے کر نہیں آیا۔ معلوم ہوتا ہے لوگ سب کھا گئے ہیں۔ میرے لیے کچھ نہ بچا۔ یہ سوچ کر انھیں بے اختیار رونا آیا۔ لیکن شگون کے خوف سے رو نہ سکیں۔

گھی دل اور مصالحے کی اشتہا انگیز خوشبو آنے پر کاکی کے میں کیا کیا خیالات ابھر آئے ہوں گے؟

آہا ! کیسی خوشبو ہے اب مجھے کون پوچھتا ہے۔ جب روٹیوں ہی کے لالے ہیں تو ایسے نصیب کہاں کہ پوریاں پیٹ بھر ملیں ۔ یہ سوچ کر انھیں پھر بے اختیار رو نا آیا۔ کلیجہ میں ایک ہوک سی اٹھنے لگی۔ لیکن روپا کے خوف سے انھوں نے پھر ضبط کیا۔ بوڑھی کاکی کے چشمِ خیال میں پوریوں کی تصویر ناچنے لگی خوب لال لال پھولی پھولی نرم نرم ہوں گی۔ ایک پوری ملتی تو ذرا ہاتھ میں لے کر دیکھیں۔ کیوں نہ چل کر کڑاہ کے سامنے ہی بیٹھوں۔ اس طرح فیصلہ کر کے بوڑھی کاکی اکڑوں بیٹھ کر ہاتھوں کے

بل کھسکتی ہوئی بمشکل چوکھٹ سے اتریں اور دھیرے دھیرے رینگتی ہوئی کڑھاؤ کے پاس جا بیٹھی۔روپا اس وقت ایک سراسیمگی کی حالت میں تھی۔ بیچاری اکیلی عورت چاروں طرف دوڑتے دوڑتے حیران ہو رہی تھی۔ جھنجھلاتی تھی، کڑھتی تھی پر غصّہ باہر نکلنے کا موقع نہ پاتا تھا۔ اس کشمکش کے عالم میں اس نے بوڑھی کاکی کو کڑاہ کے پاس بیٹھے دیکھا تو جل گئی۔ غصّہ نہ رک سکا۔ وہ بوڑھی کاکی پر جھپٹی اور انھیں دونوں ہاتھوں سے جھنجھوڑ کر بولی '' ایسے پیٹ میں آگ لگے۔ پیٹ ہے کہ آگ کا کنڈ ہے۔ کوٹھری میں بیٹھتے کیا دم گھٹتا تھا۔ ابھی مہمانوں نے نہیں کھایا۔ تب تک صبر نہ ہو سکا۔ آکر چھاتی پر سوار ہوگئی۔ بھلا چاہتی ہے تو جاکر کوٹھری میں بیٹھو۔ جب گھر کے لوگ لگیں گے تو تمھیں بھی ملے گا''۔

روپا غصّے میں کاکی سے بہت ساری باتیں کہہ دیتی ہے۔ یہ سن کر کاکی کے دل میں کیا کیا خیالات ابھر آیے ہوں گے؟

بوڑھی کاکی نے سر نہ اٹھایا۔ نہ روئیں نہ بولیں۔ چپ چاپ رینگتی ہوئی وہاں سے کمرے میں چلی گئیں۔ بوڑھی کاکی اپنی کوٹھری میں جاکر پچھتا رہی تھیں کہ کہاں سے کہاں گئی۔ انھیں روپا پر غصّہ نہیں تھا۔ اپنی

عجلت پر افسوس تھا۔ سچ تو ہے جب تک مہمان لوگ کھا نہ چکیں گے گھر والے کیسے کھائیں گے ۔ مجھ سے اتنی دیر بھی نہ رہا گیا۔ اب جب تک کہ کوئی نہ بلانے آئے گا نہ جاؤں گی۔ دل میں فیصلہ کرکے وہ خاموشی سے بلاوے کا انظار کرنے لگیں۔ لیکن گھی کی مرغوب خوشبو بہت صبر آزما ثابت ہورہی تھی۔ انھیں ایک ایک لمحہ ایک ایک گھنٹہ معلوم ہوتا تھا۔

کسی کی بول چال سنائی نہیں دیتی۔ ضرور لوگ کھاپی کے چلے گئے۔ مجھے کوئی بلانے نہیں آیا۔ روپا چڑ گئی ہے کیا جانے کہ نہ بلائے۔ سوچتی ہوگی کہ آپ ہی آئیں گی۔ کوئی مہمان نہیں کہ بلاکر لاؤں۔ وہ اکڑوں بیٹھ کر ہاتھوں کے بل کھسکتی ہوئی آنگن میں آئیں۔

بوڑھی کاکی کو مہمانوں کے سامنے آنے سے کیوں منع کیا جاتا ہے؟

بدھ رام کاکی کو دیکھتے ہی غصّہ سے تلملا گئے۔ انھوں نے بوڑھی کاکی کے دونوں شانے پکڑے اور گھسیٹتے ہوئے لاکر انھیں اس اندھیری کوٹھری میں دھم سے گرا دیا۔ مہمانوں نے کھانا کھایا۔ گھر والوں نے کھایا۔ لیکن بوڑھی کاکی کو کسی نے نہ پوچھا۔ بدھ رام اور روپا دونوں ہی انھیں ان کی بے حیائی کی سزا دینے کا تصفیہ کر چکے تھے۔ ان کے بڑھاپے پر، بے

کسی پر، فتورِ عقل پر کسی کو ترس نہیں آتا تھا۔ اکیلی لاڈلی ان کے لیے کڑھ رہی تھی۔

لاڈلی کی لائی ہوئی پوریاں کھاکر کاکی کا پیٹ نہ بھرا۔اس وقت انھوں نے کیا کیا سوچا ہوگا؟

لاڈلی کو کاکی سے بہت اُنس تھا۔ بے چاری بھولی سیدھی لڑکی تھی۔ جب اس کے ماں باپ نے کاکی کو بے رحمی سے گھسیٹا تو لاڈلی کا کلیجہ بیٹھ کر رہ گیا۔ وہ کاکی کے پاس جاکر انھیں تشفّی دینا چاہتی تھی۔ لیکن ماں کے خوف سے نہ جاتی تھی۔ اس نے اپنے حصّے کی پوریاں مطلق نہ کھائی تھیں۔ وہ یہ پوریاں کاکی کے پاس لے جانا چاہتی تھیں۔ اس کا دل بے قرار ہو رہا تھا۔

رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ روپا آنگن میں پڑی سو رہی تھی۔ لاڈلی کی آنکھوں میں نیند نہ آتی تھی۔ کاکی کو پوریاں کھلانے کی خوشی اسے سونے نہ دیتی تھی۔ جب اسے یقین ہوگیا کہ امّاں غافل سو رہی ہیں تو وہ چپکے سے اٹھی اور سوچنے لگی کے کیسے چلوں۔ چاروں طرف اندھیرا تھا۔ صرف چولھوں میں آگ چمک رہی تھی۔ اس نے پٹاری اٹھائی اور بوڑھی کاکی کی کوٹھری کی طرف چلی۔

”کاکی اٹھو میں پوریاں لائی ہوں“

کاکی نے لاڈلی کی آواز پہچانی۔ چٹ پٹ اٹھ بیٹھیں۔ دونوں ہاتھوں سے لاڈلی کو ٹٹولا اور اسے گود میں بٹھالیا۔ لاڈلی نے پوریاں نکال کر دیں۔ کاکی نے پوچھا۔

''کیا تمہاری امّاں نے دی ہیں''

لاڈلی نے فخر سے کہا ''نہیں یہ میرے حصّے کی ہیں''

کاکی پوریوں پر ٹوٹ پڑیں۔ پانچ منٹ میں پٹاری خالی ہوگئی۔

لاڈلی نے پوچھا ''کاکی پیٹ بھر گیا؟''

''نہیں بیٹی جاکے اماں سے اور مانگ لاؤ''۔

لاڈلی : '' امّاں سوتی ہیں۔ جگاؤں گی تو امّاں ماریں گی''

کاکی کا دل مسوس رہاتھا کہ اور پوریاں کیسے پاؤں؟ صبر کاباندھ جب ٹوٹ جاتا ہے تو خواہش کا بہاؤ قابوسے باہر ہوجاتاہے۔ مستوں کو سرور کی یاد دلانا انھیں دیوانہ بناناہے۔ کاکی کا بیتاب دل خواہش کے اس بہاؤ میں بہ گیا۔ حلال حرام کی تمیز نہ رہی۔ وہ کچھ دیر تک اس خواہش کو روکتی رہیں۔ یکایک لاڈلی سے بولیں۔

''میرا ہاتھ پکڑ کر وہاں لے چلو جہاں مہمانوں نے بیٹھ کر کھانا کھایا تھا''لاڈلی ان کا منشا نہ سمجھ سکی۔ اس نے کاکی کا ہاتھ پکڑا اور انھیں لاکر

جھوٹے پتلن کے پاس بیٹھا دیا اور غریب بھوک کی ماری فاتر العقل بڑھیا پتلن سے پوریوں کے ٹکڑے چن چن کر کھانے لگی۔

اگر بدھ رام یہ نظارہ دیکھتے تو کیا کرتے ؟

عین اسی وقت روپا کی آنکھ کھلی۔ اسے معلوم ہوا کہ لاڈلی میرے پاس نہیں ہے۔ اسے وہاں نہ پاکر وہ اٹھ بیٹھی۔ تو کیا دیکھتی ہے کہ لاڈلی جھوٹے پتلن کے پاس چپ چاپ کھڑی ہے اور بوڑھی کاکی پتلن پر سے پوریوں کے ٹکڑے اٹھا اٹھا کر کھا رہی ہیں۔ روپا کا کلیجہ سن سے ہوگیا۔ یہ وہ نظارہ تھا جس سے دیکھنے والوں کے دل کانپ اٹھتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمیں رک گئی ہے۔ آسمان چکّر کھارہا ہے۔ روپا کو غصّہ نہ آیا۔ عبرت کے سامنے غصّہ کا ذکر کیا؟ درد اور خوف سے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ اس نے صدق دل سے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاکر کہا۔ ''پرماتما میرے بچّوں پر رحم کرنا اس ادھرم کی سزا مجھے مت دینا۔ ہمارا ستیا ناس ہوجائے گا''۔

روپا کو اپنی خود غرضی اور بے انصافی آج تک کبھی نظر نہ آئی تھی۔ ہائے میں کتنی بے رحم ہوں۔ جس کی جائداد سے دوسو روپے سال کی آمدنی ہو رہی ہے اس کی یہ دُرگت اور میرے کارن۔ اے ایشور! مجھ سے بڑا

بھاری گناہ ہوا ہے۔ مجھے معاف کرو۔ آج میرے بیٹے کا تلک تھا۔ سیکڑوں آدمیوں نے کھانا کھایا میں ان کے اشارے کی غلام بنی ہوئی تھی۔ اپنے نام کے لیے، اپنی بڑائی کے لیے سیکڑوں روپے خرچ کر دیے۔ لیکن جس کی بدولت ہزاروں روپے کھائے اسے اس تقریب کے دن بھی پیٹ بھر کر کھانا نہ دے سکی۔ محض اس لیے نہ کہ وہ بڑھیا ہے، بے کس ہے، بے زبان ہے۔

اس نے چراغ جلایا۔ اپنے بھنڈارے کا دروازہ کھولا اور ایک تھالی میں کھانے کی سب چیزیں سجا کر لیے ہوئے بوڑھی کاکی کی طرف چلی۔ روپا نے رقت آمیز لہجہ میں کہا:

"کاکی اٹھو کھانا کھالو۔ مجھ سے آج بڑی بھول ہوئی۔ اس کا برا نہ ماننا پر ماتما سے دعا کرو کہ وہ میری خطا معاف کردے"۔ بھولے بھالے بچّے کی طرح جو مٹھائیاں پاکر مار اور گھڑکیاں سب بھول جاتا ہے۔ بوڑھی کاکی بیٹھی ہوئی کھانا کھارہی تھیں۔ ان کے ایک ایک روئیں سے سچّی دعائیں نکل رہی تھیں اور روپا بیٹھی یہ روحانی نظارہ دیکھ رہی تھی۔

فرہنگ

کاکی : چچی، باپ کے چھوٹے بھائی کی بیوی

داغ دینا : رنج دینا، چھوڑ کے جانا، مر جانا

جائداد : زمین

دبائے رکھنا : چھپا دینا

ڈانٹنا : گالیاں دینا

چیخ مارنا : درد سے چلاّنا

چبینا : دانہ، Parched grain

تلک : منگنی، شادی کی نسبت ایک رسم

مستورات : خواتین

بھٹی : بڑاچولھا

کڑاہ : لوہے کا برتن

مصالحے دار : مسالادار ,Spiced

اشتہا انگیز : خواہش مند

چشمِ خیال : خیال کی نظر سے

کچوری	:	ایک طرح کا پکوان
بے اختیار	:	بے ساختہ
بھتیجہ	:	بھائی کا بیٹا
اُکڑوں بیٹھنا	:	پاؤں کے بل بیٹھنا
بل	:	طاقت
کِھسکنا	:	سِرک جانا، چلا جانا
رینگنا	:	گھٹنوں کے بل چلنا
جُھپٹنا	:	حملہ کرنا، ہاتھ مارنا
جھنجھوڑنا	:	کسی کو جگانے کے لیے زور سے ہلانا
دم گھٹنا	:	سانس رُکنا
عجلت	:	جلدی
مرغوب	:	پسندیدہ
صبر آزمانا	:	صبر کو جانچنا
چِڑنا	:	غصّہ میں آنا
تلملانا	:	بے چین ہونا
گھسیٹنا	:	کھینچنا

دھم	:	آواز، شور
فتورِ عقل	:	عقل کی خرابی
تشفی دینا	:	تسلّی دینا
پٹاری	:	ٹوکری
چٹ پٹ	:	یکا یک
ٹٹولنا	:	ہاتھ سے چھوکر معلوم کرنا
مسوس رہنا	:	دل میں کچھ بے چین سے رہنا
منشا	:	خواہش
پتلن	:	وہ پتا جس پر کھانا کھایا جاتا ہے
فاترالعقل	:	وہ جس کی عقل میں خرابی آگئی ہو
سُن	:	بے حس
عبرت	:	نصیحت
درگت	:	خراب حالت
رقت آمیز لہجہ	:	دل بھر آنے والا لہجہ

سرگرمیاں

۱ آج کل ہمارے سماج میں بوڑھے لوگ بہت سے مسائل کا سامنا کرتے ہیں۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ ایک مختصر نوٹ لکھیے۔

۲ ''بڑھاپا اکثر بچپن کا دورِثانی ہوا کرتا ہے۔'' آپ کو بھی اپنے دادا دادی کے ساتھ کئی تجربے ہوئے ہوں گے۔ اپنا کوئی ایک تجربہ ڈائری نوٹ کے طور پر لکھیے۔

۳ آپ کے گھر میں کوئی جشن ہو رہا ہے۔ اس وقت ایک بوڑھا آدمی بن بلائے مہمان بن کر آپ کے گھر چلا آتا ہے۔ آپ اس کے ساتھ کس طرح کا سلوک کریں گے؟ بیان کیجیے۔

۴ ''جب اس کی ماں اور باپ نے کاکی کو بے رحمی سے گھسیٹا تو لاڈلی کا کلیجہ بیٹھ کر رہ گیا۔ وہ کاکی کے پاس جاکر انھیں تشفی دینا چاہتی تھی۔ لیکن ماں کے خوف سے نہ جاتی تھی''۔ فرض کیجیے اگر لاڈلی کی جگہ آپ ہیں اور کاکی کو تشفی دے رہے ہیں، اس وقت کاکی سے آپ کی گفتگو کیا ہوگی؟ گفتگو تیار کیجیے۔

۵ اس افسانہ کا پسندیدہ کردار کون ہے؟ اس کے بارے میں ایک نوٹ تیار کیجیے۔

۶ کسی ایک اردو افسانہ کا تبصرہ تیار کیجیے جس کو آپ نے پڑھا ہو۔

۷ ذیل کے جملوں سے فعل لازم، فعل متعدی اور فعل ناقص کو الگ الگ کیجیے۔

- میں اردو پڑھتا ہوں۔
- بچّہ رویا۔
- سورج نکل رہا ہے۔

منشی پریم چند (۱۸۸۰۔۱۹۳۶)

اردو کے جانے مانے افسانہ نگار پریم چند کا اصل نام دھنپت رائے تھا۔ ان کو طالبِ علمی کے زمانے سے ہی مضامین لکھنے کا شوق تھا۔ وہ اپنی کہانیاں اور مضامین مشہور رسالہ ''زمانہ'' میں شائع کرواتے تھے' ۱۹۰۸ء میں جسے حکومت نے ضبط کر لیا۔ اس کے بعد سے انھوں نے پریم چند کے قلمی نام سے لکھنا شروع کیا۔

گاندھی جی کی شخصیت سے وہ بے حد متاثر تھے۔انھوں نے ۱۹۲۱ء میں سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور اپنی تحریروں کو جنگ آزادی اور قوم کی تعمیری مقاصد کے لیے وقف کردیا۔ انھوں نے ادب کو دیہاتی مسائل کا ترجمان بنایا۔ان کے افسانوں کے مشہور مجموعے پریم پچیسی' پریم بتیسی ہیں۔ میدانِ عمل' گؤدان' نرملا ان کے مشہور ناول ہیں۔ ان کے ناول اور افسانوں کی زبان سادہ اور عام فہم ہے۔

فعل لازم، فعل متعدی اور فعل ناقص

بچّو! اس افسانہ کے چند جملے درجِ ذیل ہیں۔ ان پر غور کیجیے۔

- بوڑھی کاکی کڑھاؤ کے پاس جابیٹھی۔
- بوڑھی کاکی چُپ چاپ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

ان جملوں میں کام کا کرنا یا ہونا پایا جاتا ہے مگر اس کا اثر صرف کام کرنے والے یعنی فاعل تک ہی محدود رہتا ہے۔ ایسے افعال جس میں مفعول نہیں ہوتا، فعلِ لازم کہلاتے ہیں۔

- مہمانوں نے کھانا کھایا۔
- اس نے کاکی کا ہاتھ پکڑا۔
- لاڈلی نے پٹاری اٹھائی۔

ان جملوں میں کام کا اثر فاعل سے گزر کر مفعول تک پہنچتا ہے۔ پہلے جملے میں مہمانوں فاعل، کھانا مفعول اور کھایا فعل ہے۔ ایسے جملے کو فعل متعدی کہتے ہیں۔

- بوڑھی کا کی کے شوہر کو مرے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا۔
- لاڈلی کا دل بے قرارا ہو رہا تھا۔

ان جملوں میں کام کا کرنا نہیں بلکہ ہونا پایا جاتا ہے۔

ایسے افعال جن میں فعل کے کرنے کے بجائے فعل کا ہونا ظاہر ہوتا ہے ایسے افعال افعالِ ناقص کہلاتے ہیں۔

مثلاً:
- وہ امیر بن گیا۔
- راجو بیمار پڑ گیا۔

سبق ۱۲

رباعی

مذہب کی زبان پر ہے نکوئی کا پیام
حسنِ عمل اور راست گوئی کا پیام
مذہب کے نام پر لڑائی کیسی
مذہب دیتا ہے صلح جوئی کا پیام

تلوک چند محرومؔ

فرہنگ

نکوئی : نیکی
راست گوئی : سچائی
صلح جوئی : مل جل کر رہنا

سرگرمیاں

۱ اس رباعی کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

۲ ایک خوش حال سماج کے لیے مذہبی رواداری بہت ضروری چیز ہے۔ اس کو قائم رکھنے کے لیے آپ کیا کر سکتے ہیں؟ اپنے خیالات لکھیے۔

۳ مذہبی رواداری کے موضوع پر مختلف شاعروں نے بہت سے اشعار لکھے ہیں۔ ایسے چند اشعار جمع کیجیے اور ایک خصوصی نمبر تیار کیجیے۔

تلوک چند محرومؔ (۱۹۶۶ـ ۱۸۸۷)

تلوک چند نام اور محرومؔ تخلّص ہے۔ گجران والا میں پیدا ہوئے۔ان کی زندگی کا بڑاحصّہ درس وتدریس میں گزرا۔ اقبالؔ اور سرورؔ جہاں آبادی کے کلام سے متاثر ہو کر انھوں نے بہت سی نظمیں لکھیں۔کلامِ محرومؔ، گنجِ معانی ، کاروانِ وطن، رباعیاتِ محرومؔ اور نیرنگِ معانی وغیرہ ان کے کلام کے مجموعے ہیں۔